ماہنامہ
محدث
بنارس

ربیع الآخر، جمادی الأولی ۱۴۴۸ھ / اکتوبر ۲۰۲۶ء

ہر پرورش لوح وقلم کرتے رہیں گے

حوثی یمن کے

قضاء وقدر کے باب میں وسطیت

مسلم خواتین اور فتنۂ بے حجابی

حرمین کی حرمت اور فتنہ پرور حوثیوں کی مسلسل شرارت

تکبر وحسد کی خطرناکی

تکبر اور حسد دونوں ایسی (خطرناک) بیماریاں ہیں جنہوں نے اگلوں اور پچھلوں کو ہلاک و برباد کر دیا ہے۔ یہ دونوں ان عظیم ترین گناہوں میں سے ہیں جن کے ذریعے سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی گئی، کیوں کہ ابلیس نے تکبر کیا اور آدم علیہ السلام سے حسد کیا- اسی طرح آدم علیہ السلام کے بیٹے (قابیل) نے اپنے بھائی (ہابیل) کو حسد کی وجہ سے قتل کیا۔ یہی وجہ ہے کہ تکبر اسلام کے ویسے ہی منافی ہے، جس طرح شرک اسلام کے منافی ہے۔

(جامع الرسائل لابن تیمیۃ: 1/ 233)

إدارة البحوث الإسلامية والدعوة والإفتاء بالجامعة السلفية، بنارس

جامعہ سلفیہ (مرکزی دارالعلوم) بنارس کا دینی و اصلاحی رسالہ

ماہنامہ

محدث

بنارس

www.mohaddis.org

جلد: ۴۳	ربیع الآخر و جمادی الأولی ۱۴۴۸ھ	اکتوبر ۲۰۲۶ء	شمارہ: ۱۰

سرپرست: عبداللہ سعود سلفی ناظم اعلی، جامعہ سلفیہ، بنارس

ایڈیٹر	نائب ایڈیٹر	معاون ایڈیٹر
دل محمد سلفی	مجیب الرحمن سلفی	محمد فاروق سلفی
استاد جامعہ سلفیہ، بنارس	استاد جامعہ سلفیہ، بنارس	استاد جامعہ سلفیہ، بنارس

بدل اشتراک

سالانہ	600	روپئے
طلبہ سے	300	روپئے
بیرون ملک	50	ڈالر
محسنین سے	خصوصی تعاون	

تعاون درج ذیل کھاتہ میں ارسال کریں

MAKTABA SALAFIAH
A/c No. 21044950126
INDIAN BANK, KAMACHHA, VARANASI
IFSC Code: IDIB000V509

فی شمارہ Rs.50/-

خط وکتابت کے لیے:

ایڈیٹر محدث، جامعہ سلفیہ، ریوڑی تالاب، وارانسی، یوپی

Editor Mohaddis, Jamia Salafiah, B-18/1-G, REORI TALAB, VARANASI - 221010 (U.P.) INDIA

الناشر: إدارة البحوث الإسلامية والدعوة والإفتاء بالجامعة السلفية، بنارس

نوٹ: ادارہ کا مضمون نگار کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔

فہرست مضامین

نمبر شمار	موضوعات	عناوین	مضمون نگار	صفحہ
۱	درس قرآن	آیۃ الکرسی	عبداللہ سعود سلفی	۳
۲	درس حدیث	اللہ تعالی کے اسماء حسنی کے احصاء...	ڈاکٹر عبدالحلیم مدنی	۶
۳	افتتاحیہ	ہم پرورش لوح وقلم کرتے رہیں گے	ابوصالح دل محمد سلفی	۱۱
۴	عصر حاضر	حوثی یمن کے	مولانا عبدالمعید مدنی	۱۶
۵	عصر حاضر	حرمین کی حرمتی اور فتنہ پرور حوثیوں....	ڈاکٹر عبدالحلیم بسم اللہ مدنی	۱۸
۶	عقائد	قضاء وقدر کے باب میں وسطیت	شیخ مجیب الرحمن سلفی	۲۱
۷	عقائد	انسانی افکار ونظریات پر عقیدۂ توحید...	شیخ محمد فاروق سلفی	۲۴
۸	تحقیقات	سورہ (یس) کی فضیلت....	ڈاکٹر امیر الاسلام بن بحر الحق المدنی	۲۸
۹	اسلامیات	نصوص شریعت کے اسالیب کلام...	ڈاکٹر عبدالقیوم محمد شفیع مدنی بستوی	۳۰
۱۰	تعلیم وتربیت	مسلم خواتین اور فتنہ بے حجابی	مولانا نورالاسلام شفیع مدنی	۳۳
۱۱	روداد چمن	جامعہ کے شب وروز	ابوصالح دل محمد سلفی	۳۹
۱۲	فقہ وفتاوی	باب الفتاوی	ابوعفان نورالہدی عین الحق سلفی	۴۳
۱۳	عالمی خبریں	عالم اسلام	ظل الرحمن سلفی	۴۵
۱۴	محدث کی ڈاک	قارئین کرام کے تاثرات		۴۷

□□□

درس قرآن

آیۃ الکرسی

(دوسری قسط)

عبداللہ سعود سلفی

اس شرکیہ عقیدہ کی تردید میں اللہ تعالی نے اس کے بعد خود سوال کر دیا ہے کہ: "مَن ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِندَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ" کون ہے؟ یا کس کی مجال ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر اس سے (کسی کی) سفارش کر سکے؟

یہ وہ کبریائی والی ذات ہے۔ پوری کائنات کا اور ہر چیز کا مالک ہے، کوئی چیز اس کے علم سے باہر نہیں، وہ واحد وقہار ہے، انبیاء کرام اور فرشتوں کو بھی اختیار نہیں کہ بغیر اس کی رضا واجازت کے اس کے سامنے زبان ہلا سکیں۔

سورہ انبیاء (۲۸) میں فرمایا: ﴿يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضَىٰ وَهُم مِّنْ خَشْيَتِهِ مُشْفِقُونَ﴾.

جو کچھ ان کے سامنے ہے اسے بھی وہ جانتا ہے اور جو کچھ ان سے اوجھل ہے یا پہلے کر چکے ہیں ان سے بھی اللہ باخبر ہے، وہ کسی کی سفارش نہیں کرتے بجز اس کے جس کے حق میں سفارش سننے پر اللہ راضی ہو اور وہ اس کے خوف سے ڈرتے رہتے ہیں۔

کفار مکہ فرشتوں کے بارے میں جو عقیدہ رکھتے تھے یہ آیت ان کی تردید میں ہے۔

سورہ نجم آیت نمبر ۲۶ میں ہے کہ فرشتوں کی سفارش کرنا بھی کارگر نہیں الا یہ کہ اللہ راضی ہو۔ ﴿وَكَم مِّن مَّلَكٍ فِي السَّمَاوَاتِ لَا تُغْنِي شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا إِلَّا مِن بَعْدِ أَن يَأْذَنَ اللَّهُ لِمَن يَشَاءُ وَيَرْضَىٰ﴾.

آسمانوں میں کتنے ہی فرشتے موجود ہیں، ان کی شفاعت کچھ بھی کام نہیں آسکتی جب تک کہ اللہ کسی ایسے شخص کے حق میں اس کی اجازت نہ دے جس کے لیے وہ شفاعت سننا چاہے اور اس کو پسند کرے۔

اور بروز قیامت جب تمام اولین وآخرین میدان محشر میں جمع ہوں گے اور سب کے دنیاوی عمل کا فیصلہ کرنے کے لیے انصاف کا ترازو رکھا جائے گا، جنت وجہنم سب قریب ہوں گی، نفسی نفسی کا عالم ہوگا، کسی کی ہمت نہ ہوگی کہ اللہ کے سامنے بغیر اس کی رضا واجازت کے زبان کھول سکے، چہ جائیکہ برگزیدہ فرشتے ہوں یا اللہ کے منتخب کردہ انبیاء ورسول ہوں۔ سورہ انبیاء میں اللہ نے بیان فرمایا ہے: ﴿يَوْمَ يَقُومُ الرُّوحُ وَالْمَلَائِكَةُ صَفًّا لَّا يَتَكَلَّمُونَ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَٰنُ وَقَالَ صَوَابًا﴾ (سورہ نبا: ۳۸) جس دن روح (الامین) اور فرشتے صف باندھ کر کھڑے ہوں گے کوئی کلام نہ کر سکے گا مگر جسے رحمن اجازت دے اور وہ زبان سے ٹھیک بات کہے گا۔

اور ہر ایک کی سفارش اللہ کے یہاں قبول بھی نہ ہوگی۔

سورہ طہ آیت ۱۰۹ میں فرمایا: ﴿يَوْمَئِذٍ لَّا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَٰنُ وَرَضِيَ لَهُ قَوْلًا﴾.

اس دن شفاعت کچھ فائدہ نہ دے گی مگر اس شخص کی

جسے رحمٰن شفاعت کی اجازت دے اور اس کی بات کو پسند کرے۔

سورہ زمر کی آیت نمبر ۸ میں واضح فرما دیا ہے کہ شفاعت یا سفارش اللہ کی رضامندی کے بغیر ممکن نہیں ہے، فرمایا: ﴿قُلْ لِلَّهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيعاً لَّهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ﴾.

آپ کہہ دیجئے کہ شفاعت ساری کی ساری اللہ کے اختیار میں ہے، آسمانوں اور زمین کی بادشاہت کا وہی مالک ہے، پھر اسی کی طرف تمہیں لوٹایا جائے گا۔

مشرکین مکہ کا عقیدہ تھا سفارش کام آتی ہے، نیک لوگوں کے توسط سے اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے، اللہ نے اپنی کتاب قرآن میں اس کو جھوٹ بتایا ہے کہ یہ سب خام خیالی پر مبنی ہے اور ایسا عقیدہ رکھنا شرک ہے۔

{وَيَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لاَ يَضُرُّهُمْ وَلاَ يَنفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هَؤُلاء شُفَعَاؤُنَا عِندَ اللَّهِ قُلْ أَتُنَبِّئُونَ اللَّهَ بِمَا لاَ يَعْلَمُ فِي السَّمَاوَاتِ وَلاَ فِي الأَرْضِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ﴾.

یہ لوگ اللہ کے سوا ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ انہیں نقصان پہنچا سکتی ہیں اور نہ فائدہ۔ اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس ہمارے سفارشی ہیں۔ آپ کہہ دیجئے کہ کیا تم اللہ کو ایسی بات کی خبر دے رہے ہو جو اللہ کو بھی معلوم نہیں، نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں، وہ پاک اور بالاتر ہے اس شرک سے جو یہ لوگ کرتے ہیں۔

سورہ زمر: ۳ میں اس شرکیہ عقیدہ کا جواب موجود ہے:

﴿أَلَا لِلَّهِ الدِّينُ الْخَالِصُ وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِن دُونِهِ أَوْلِيَاء مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَى إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِي مَا هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ كَاذِبٌ كَفَّارٌ﴾.

خبردار! اللہ ہی کے لیے خالص عبادت کرنا ہے اور جن لوگوں نے اس کے سوا اولیاء اختیار کر رکھے ہیں، یہ کہہ کر کہ ہم ان کی عبادت نہیں کرتے (ہمارا ان کے ساتھ بندگی کا معاملہ اس لیے ہے) کہ اس سے ہمیں اللہ کی قربت حاصل ہو جائے گی۔ (اس بات کا) اللہ ان کے درمیان فیصلہ کر دے گا، جو یہ لوگ آپس میں اختلاف رائے رکھتے ہیں۔ یقیناً اللہ اس کو ہدایت کا راستہ نہیں دکھاتا جو جھوٹا اور (حق کا) منکر ہوتا ہے۔

"مَن ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلاَّ بِإِذْنِهِ" سے شفاعت وسفارش کے مفہوم کو جامع انداز میں بیان کر دیا گیا ہے۔ اور یہ بتا دیا گیا ہے کہ سب کچھ اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ بغیر اس کی رضا کے کسی کی سفارش کام نہیں آئے گی۔ تو جو لوگ قرآن مجید کے بارے میں پڑھ کر یا پڑھوا کر اپنے مردہ بھائی کو ایصال ثواب کرتے ہیں اس کی حقیقت کیا ہو سکتی ہے؟ جب کہ اللہ نے صاف کہہ دیا کہ ہر شخص کا حساب اسی کے عمل کے مطابق ہوگا اور کوئی دوسرے کے عمل کا ذمہ دار نہ ہوگا۔

اللہ کے رسول ﷺ اس کو اچھی طرح سے جانتے تھے اور اپنی امت کو بھی بتایا ہے۔ صحیح بخاری کی حدیث ہے کہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنی لخت جگر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بھی کہا تھا: يا فاطمة بنت محمد سليني ما شئت من مالي، لا أغني عنک من الله شيئا. اے میری بیٹی فاطمہ میرے مال سے جو مانگنا ہے مانگ لو، میں اللہ کے سامنے (حساب کے وقت) تیرے کچھ کام نہ آسکوں گا۔

بروز قیامت حشر کے میدان میں آپ کو شفاعت عظمیٰ کا

شرف حاصل ہوگا۔ یہ عظیم شرف صرف آپ کے لیے خاص ہے۔آپ علیہ الصلاۃ والسلام تمام انسانوں کو قیامت کی سختی سے نجات دلانے میں اللہ کی اجازت کے بعد سفارش کریں گے اور آپ علیہ الصلاۃ والسلام اس دن اپنی امت کے لیے خاص شفاعت کریں گے، وہ ان لوگوں کے لیے ہوگی جنہوں نے شرک نہ کیا ہوگا، اور جہنم کے اندر سے بھی اپنے امتی میں سے ان گنہگاروں کو باہر نکلوائیں گے جن کے دل میں صحیح وخالص ایمان ہوگا اور گناہوں کی وجہ سے جہنم میں چلے گئے ہوں گے۔

جو لوگ شرکیہ اعمال کے مرتکب ہوں گے ان کے لیے کسی کی سفارش قبول نہ ہوگی۔ اللہ کا فیصلہ اٹل ہے اس کو کوئی بدل نہیں سکتا۔

﴿إِنَّهُ مَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ﴾.

یقین مانو کہ جو شخص اللہ کے ساتھ شریک ٹھہراتا ہے اللہ نے اس پر جنت حرام کردی ہے اور اس کا ٹھکانا جہنم ہی ہے۔

اللہ کے خلیل حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام اپنے مشرک باپ کو جہنم میں جانے سے نہ بچا سکیں گے۔

اور ہمارے پیارے رسول محمد ﷺ اپنے مشرک چچا ابوطالب کو جنہوں نے آپ کی حفاظت میں اپنی جان لگا دی تھی، قیامت کے دن جہنم میں جانے سے نہ بچا ئیں پائیں گے۔

صحیح مسلم (۳۳۸) میں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہر نبی کے لیے دعوۃ مستجابۃ ہے، جس کو اس نبی نے اسی دنیا میں استعمال کرلیا۔ میں نے اپنی دعوۃ مستجابۃ کو اپنی امت کی شفاعت کے لیے قیامت کے دن کے لیے خاص کر رکھا ہے۔ یہ میری امت سے ہر اس شخص کو نصیب ہوگی جو اس حال میں مرا ہوگا کہ اللہ کے ساتھ کچھ بھی شرک نہ کیا ہوگا۔

قیامت کے میدان میں جب تمام لوگ قیامت کی سختی سے پریشان ہوں گے لوگ اللہ کے نیک بندوں سے سفارش کے لیے کہیں گے کہ اللہ رحم کرے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسی علیہ السلام تک کسی کی ہمت نہ ہوگی کہ اللہ کے حضور غیر کے لیے کچھ کہہ سکیں، سب کو اپنی فکر دامن گیر ہوگی۔ آخر میں حضرت محمد ﷺ اللہ سے اجازت کے لیے سجدہ ریز ہوجائیں گے۔ آپ علیہ الصلاۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اس دن میں اللہ کی ایسی حمد وثنا اور تعریف بیان کروں گا جو اللہ مجھے سکھائے گا۔ اللہ کا حکم ہوگا: يا محمد ارفع رأسک واشفع تشفع وسل تعط. (صحیح بخاری: ۳۳۴۰) اے محمد (ﷺ) اپنا سر اٹھائیے اور شفاعت پیش کیجئے، آپ کی شفاعت سنی جائے گی اور مانگو آپ کو دیا جائے گا۔

بخاری کی دوسری روایت (۷۴۱۲) میں ہے کہ میں سر اٹھاؤں گا، کہوں گا میری امت اے رب! میری امت اے رب! کہا جائے گا جاؤ اپنی امت میں ان لوگوں کو جنت کے داہنے دروازہ سے داخل کردو، جن لوگوں سے آج کوئی حساب نہیں لیا جانا ہے۔ یہ دروازہ خاص ہوگا ان خاص لوگوں کے لیے جو بغیر حساب وکتاب جنت میں جائیں گے، ان کے علاوہ جو دروازے ہوں گے وہ سب کے لیے مشترک ہوں گے۔

آیۃ الکرسی کا یہ ایک جملہ شفاعت وسفارش کے مفہوم کو سمیٹے ہوئے ہے۔ کاش ہم اس اہم موضوع پر غور کرتے کہ اللہ کی وحدانیت اور توحید کے عقیدہ کی کیا اہمیت ہے۔

(جاری)

□□□

درس حدیث

اللہ تعالیٰ کے اسماءِ حسنیٰ کے احصاء کا مفہوم، فضیلت اور عملی تقاضے

ڈاکٹر عبدالحلیم بسم اللہ مدنی
استاد جامعہ سلفیہ بنارس

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِنَّ لِلَّهِ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ اسْمًا، مِائَةً إِلَّا وَاحِدًا، مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ"(۱). وفي رواية مسلم: "لِلَّهِ تِسْعَةٌ وَتِسْعُونَ اسْمًا، مَنْ حَفِظَهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ". (۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں، سو میں سے ایک کم، جو شخص ان ناموں کا احصاء کرے گا، وہ جنت میں داخل ہوگا''۔ اور صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے: ''اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں، جو انہیں یاد کرلے گا، وہ جنت میں داخل ہوگا''۔

راوی حدیث کا مختصر تعارف:

ابو ہریرہ (عبدالرحمن بن صخر) رضی اللہ عنہ دَوسی یمنی، جلیل القدر صحابی، حافظِ حدیث اور فقیہ تھے۔ وہ علم کے بڑے ذخیرے اور فتویٰ دینے والے ممتاز ائمہ میں شمار ہوتے تھے، نیز عبادت، تواضع اور طلبِ علم میں نمایاں مقام رکھتے تھے۔ زمانۂ جاہلیت میں ان کا نام عبد شمس یا عبد عمرو تھا، جبکہ اسلام کے بعد عبداللہ یا عبدالرحمن رکھا گیا۔ ابو احمد حاکم رحمہ اللہ کے نزدیک ان کا صحیح نام عبدالرحمن بن صخر ہے۔ تاہم ان کی کنیت ابو ہریرہ اس قدر مشہور ہوئی کہ اسی سے ان کی پہچان ہونے لگی۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ خود بیان کرتے ہیں کہ وہ بکریاں چرایا کرتے تھے اور ایک چھوٹی سی بلی پالے ہوئے تھے جس سے کھیلا کرتے تھے، اسی مناسبت سے انہیں ''ابو ہریرہ'' کہا جانے لگا۔

انہوں نے غزوۂ خیبر کے سال سن 7 ہجری میں اسلام قبول کیا، اور نبی کریم ﷺ کے ساتھ خیبر میں شریک ہوئے۔ اس کے بعد شوقِ علم کی وجہ سے مسلسل رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں رہے اور آپ ﷺ کی صحبت سے بھرپور استفادہ کیا۔ وہ اپنے پیٹ بھرنے کے بقدر کھانے پر قناعت کرتے اور طلبِ علم کو ترجیح دیتے تھے۔ جبکہ دیگر صحابہ کرام تجارت اور باغات کے کاموں میں مشغول رہتے، اس لیے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کی ایسی مجالس میں حاضری کا زیادہ موقع ملتا جن میں دوسرے صحابہ موجود نہ ہوتے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی طلبِ علم اور احادیث یاد

(۱) صحیح بخاری (2736، 7392)، صحیح مسلم (2677)
(۲) صحیح مسلم (5:2677)

رکھنے کی صلاحیت کی بھی دعا دی ہے۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے احادیث بھول جانے کا اندیشہ ظاہر کیا، تو آپ ﷺ نے انہیں اپنی چادر پھیلانے کا حکم دیا اور اس میں اپنے دستِ مبارک سے کچھ ڈال کر اسے لپیٹنے کا فرمایا۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد وہ کوئی چیز نہیں بھولے۔

امام بخاری رحمہ اللہ کے مطابق آٹھ سو (800) سے زیادہ صحابہ و تابعین نے ان سے روایت کی، جن میں ابن عباس، ابن عمر، جابر بن عبداللہ، انس بن مالک اور واثلہ رضی اللہ عنہم جیسے جلیل القدر صحابہ بھی شامل ہیں۔وہ مدینہ منورہ میں مقیم رہے، اور وہیں وفات پائی۔ان کی وفات 57 ہجری، یا 58 ہجری یا 59 ہجری میں ہوئی، اور اس وقت ان کی عمر 78 سال تھی۔وہ بالاتفاق صحابۂ کرام میں سب سے زیادہ احادیث روایت کرنے والے صحابی ہیں۔(۱)

تشریح حدیث:

کتاب وسنت میں اللہ تعالیٰ کے بہت سارے نام ثابت ہیں اور وہ سارے کے سارے نام (حسنیٰ) بہترین ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ فَادْعُوهُ بِهَا﴾ [الأعراف:180]

"اور اللہ تعالیٰ کے بہترین نام ہیں، پس اسے انہی ناموں سے پکارو"۔

اسماءِ حسنیٰ کی معرفت، دراصل معرفتِ الٰہی کا ایک عظیم ذریعہ ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ہر نام اس کی کسی صفتِ کمال، عظمت اور جلال پر دلالت کرتا ہے۔مثلاً "الرحمن" اس کی وسیع رحمت، "العلیم" اس کے کامل علم، "القدیر" اس کی کامل قدرت اور "الحکیم" اس کی کامل حکمت کو ظاہر کرتا ہے۔ انسان جتنا اپنے رب کے اسمائے حسنیٰ اور صفاتِ کمال سے واقف ہوتا جاتا ہے، اتنا ہی اس کا ایمان مضبوط اور معرفتِ الٰہی گہری ہوتی جاتی ہے، جس کے نتیجے میں اس کی عبادت میں خشوع، اخلاص، محبت اور خشیت پیدا ہوتی ہے۔

جنت میں لے جانے والے اعمال میں سے ایک عظیم عمل "اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ کا احصاء" ہے۔نبی کریم ﷺ نے اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کے ننانوے ناموں کے احصاء کرنے والے کے لیے جنت کی بشارت دی ہے۔لہٰذا ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ کو یاد کرے، ان کے معانی کو سمجھے، اور ان کے تقاضوں کے مطابق اپنی پوری زندگی گزارے، تاکہ اللہ کے فضل وکرم سے اسے جنت نصیب ہو۔

"أَحْصَاهَا" کا معنی ہے کہ انسان ان ناموں کو حفظ کرے، ان کے معانی اور مفہوم کو سمجھے اور ان ناموں کے تقاضوں کے مطابق اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے۔مثلا اللہ تعالیٰ "الرزاق" ہے تو روزی صرف اللہ تعالیٰ ہی سے طلب کرے، اسی سے سوال ودعا کرے، اسی کے آگے ہاتھ پھیلائے، اسی سے آس وامید لگائے، اور اپنی مرادیں صرف اللہ سے مانگے، غیر اللہ کے پاس ہرگز نہ جائے۔صرف زبانی طور پر اللہ تعالیٰ کے ناموں کو یاد کرنا مراد نہیں ہے۔

(۱) مرعاۃ المفاتیح (1/43)، مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: الاستیعاب (4/1768-1772)، الاصابہ فی تمییز الصحابہ (13/29-58)۔

اہلِ علم نے اسمائے حسنیٰ کے "احصاء" کے کل تین درجات بیان کیے ہیں:

پہلا درجہ: اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ کے الفاظ اور ان کی تعداد کو یاد رکھنا۔

دوسرا درجہ: ان اسماء کے معانی اور ان کے مفہوم کو سمجھنا۔

تیسرا درجہ: ان اسماء کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى فَادْعُوهُ بِهَا﴾(۱)

علامہ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "احصاء" کا معنی صرف ناموں کو یاد کر لینا نہیں ہے۔بلکہ ضروری ہے کہ انسان انہیں حفظ کرے، ان کا مفہوم بھی سمجھے اور ان ناموں کے تقاضوں کے مطابق اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے۔مثلاً اگر تمہیں معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ "غفور" (بہت بخشنے والا) ہے تو تم اس سے مغفرت کے طلب گار بنو،کثرت سے استغفار کرو،اور ایسے اعمال انجام دو جو گناہوں کی بخشش کا ذریعہ بنتے ہیں۔ اور اگر تم جان لو کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ "علیم" (ہر چیز کا خوب جاننے والا) ہے تو پھر کوئی ایسا کام نہ کرو جو اسے ناپسند ہو، کیونکہ وہ تمہارے ہر حال سے باخبر ہے۔ اور اگر تمہیں معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں دیکھ رہا ہے تو اس پر ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ تم کوئی برا عمل نہ کرو، کیونکہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے، خواہ تم اپنے گھر کے سب سے اندرونی کمرے میں ہی کیوں نہ ہو۔ اور اگر تم جان لو کہ اللہ تعالیٰ "سمیع" (ہر بات سننے والا) ہے تو ایسی کوئی بات زبان سے نہ نکالو جو اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا سبب بنے۔لہٰذا "احصاء" کا مطلب صرف ناموں کو یاد کر لینا نہیں ہے، کیونکہ صرف یاد کرنا تو آسان ہے۔بلکہ حقیقی "احصاء" یہ ہے کہ انسان ان ناموں کو لفظاً یاد کرے، ان کے معانی کو سمجھے اور ان کے تقاضوں کے مطابق اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے۔پس جو شخص ان تینوں امور کو جمع کر لے تو اس نے ان ناموں کا "احصاء" کیا۔یہی حقیقی دین ہے، اور جو شخص اس طریقے پر اللہ تعالیٰ کی بندگی کرے گا، اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا"۔(۲)

ایک سوال: کیا اللہ تعالیٰ کے صرف ننانوے ہی نام ہیں یا اس سے زیادہ ہیں؟

اس کا جواب یہ ہے اللہ تعالیٰ کے اسماء بے شمار اور لا تعداد ہیں، جن کا حقیقی وصحیح علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے، جیسا کہ دیگر احادیثِ صحیحہ میں اس کی صراحت آئی ہے۔(۳) اور اس حدیث سے اللہ تعالیٰ کے اسماء کو ننانوے ناموں میں محصور کرنا صحیح نہیں ہے، کیونکہ حدیث میں یہ نہیں کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے صرف ننانوے نام ہیں، بلکہ نبی

---

(۱) دیکھیں: البحر المحیط الثجاج فی شرح صحیح الامام مسلم بن الحجاج (3/110)

(۲) لقاء الباب المفتوح، لقاء رقم 17، معنی إحصاء الأسماء الحسنی (1/495)

(۳) جیسے حدیث: "أَسْأَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَ لَكَ سَمَّيْتَ بِهِ نَفْسَكَ، أَوْ عَلَّمْتَهُ أَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ، أَوْ أَنْزَلْتَهُ فِي كِتَابِكَ، أَوِ اسْتَأْثَرْتَ بِهِ فِي عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ "اس کی تخریج آگے آرہی ہے۔

کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے ایسے نام ہیں "مَن أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ" جو ان کا احصاء کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نام صرف ننانوے تک محدود نہیں ہیں، بلکہ اس حدیث میں ان ننانوے ناموں کی خاص فضیلت بیان کی گئی ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"صحیح بات، جس کے قائل جمہور علماء ہیں، وہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی حدیث: "إِنَّ لِلَّهِ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ اسْمًا، مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ" کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے ننانوے ناموں کو حفظ کرے اور ان کا حق ادا کرے، وہ جنت میں داخل ہوگا۔اس حدیث کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے صرف ننانوے ہی نام ہیں"۔(۱)

علامہ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "یہ حدیث اس بات پر دلالت نہیں کرتی کہ اللہ تعالیٰ کے نام صرف ننانوے ہی ہیں۔اگر یہاں ناموں کی تعداد کو محدود کرنا مقصود ہوتا، تو عبارت اس طرح ہوتی: "إِنَّ أَسْمَاءَ اللَّهِ تِسْعَةٌ وَتِسْعُونَ اسْمًا، مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ، أَوْ نَحْوَ ذَلِكَ".اللہ تعالیٰ کے کل نام ننانوے ہیں، جو شخص ان کا احصاء کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا" یا اسی طرح کی کوئی عبارت ہوتی۔ لہٰذا حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ننانوے ناموں کی یہ تعداد ایسی ہے کہ جو شخص ان کا احصاء کرے گا، وہ جنت میں داخل ہوگا۔

اس اعتبار سے "مَن أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ" پہلے جملے کو مکمل کرنے والا جملہ ہے، الگ اور مستقل جملہ نہیں۔اس کی مثال یوں سمجھیں کہ آپ کہیں: "عِنْدِي مِائَةُ دِرْهَمٍ أَعْدَدْتُهَا لِلصَّدَقَةِ". میرے پاس سو درہم ہیں، جنہیں میں نے صدقہ کرنے کے لیے الگ کر رکھا ہے۔اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ کے پاس سو کے علاوہ مزید درہم نہیں ہیں، بلکہ دوسرے درہم بھی ہو سکتے ہیں جنہیں آپ نے صدقے کے لیے مخصوص نہیں کیا ہے۔اور نبی کریم ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے ان ننانوے ناموں کی تعیین (ناموں کی مکمل فہرست) صحیح طور پر ثابت نہیں ہے۔جو حدیث آپ ﷺ سے ان ناموں کی تعیین کے بارے میں مروی ہے، وہ ضعیف ہے"۔(۲)

امام نووی رحمہ اللہ نے اس مسئلے پر علماء کا اتفاق نقل کرتے ہوئے فرمایا: "اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ کو انہی ننانوے (99) ناموں میں محدود کرنا مقصود نہیں ہے۔اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ان ننانوے ناموں کے علاوہ اور کوئی نام نہیں ہے۔بلکہ حدیث کا مقصود صرف یہ بتانا ہے کہ جو شخص ان ننانوے ناموں کا احصاء کرے گا، وہ جنت میں داخل ہوگا۔لہٰذا حدیث کا مقصد اسمائے الٰہی کی تعداد کو محدود کرنا نہیں، بلکہ ان ناموں کے احصاء پر جنت کی بشارت دینا ہے"۔(۳)

اس مفہوم کی تائید حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

(۱) درء تعارض العقل والنقل (3/332)
(۲) القواعد المثلی فی صفات اللہ واسمائہ الحسنی (ص 14)
(۳) شرح النووی علی صحیح مسلم = المنہاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج (5/17)

سے مروی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے، جس میں رسول اللہ ﷺ نے غم و پریشانی کے ازالے کی دعا سکھاتے ہوئے ارشاد فرمایا: "أَسْأَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَ لَكَ سَمَّيْتَ بِهِ نَفْسَكَ، أَوْ عَلَّمْتَهُ أَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ، أَوْ أَنْزَلْتَهُ فِي كِتَابِكَ، أَوِ اسْتَأْثَرْتَ بِهِ فِي عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ". (۱)

"اے اللہ! میں تجھ سے تیرے ہر اس نام کے واسطے سے سوال کرتا ہوں جو تیرا ہے، جس کے ذریعے تو نے خود اپنا نام رکھا، یا اسے اپنی کتاب میں نازل فرمایا، یا اپنی مخلوق میں سے کسی کو اس کا علم عطا کیا، یا اسے اپنے پاس علمِ غیب میں مخصوص رکھا"۔

اللہ تعالیٰ کے ان ننانوے ناموں کی تعیین اور ان ناموں کی مکمل فہرست صحیح طور پر ثابت نہیں ہے۔ جو حدیث آپ ﷺ سے ان ناموں کی تعیین کے بارے میں مروی ہے، وہ ضعیف ہے۔ لیکن متعدد اہلِ علم نے ان ناموں کو کتاب وسنت سے استقراء کرکے اپنی اپنی کتابوں میں جمع کیا ہے، جیسے امام بیہقی رحمہ اللہ نے "الاسماء والصفات" میں، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے "فتح الباری" میں، علامہ عبدالرحمن بن ناصر بن سعدی رحمہ اللہ نے "تیسیر الکریم الرحمن فی تفسیر کلام المنان" میں، علامہ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے "القواعد المثلی فی صفات اللہ واسمائہ الحسنیٰ" میں، شیخ سعید بن علی القحطانی نے "شرح الأسماء الحسنی فی ضوء الکتاب والسنہ" میں، دکتور محمد بن خلیفہ تمیمی حفظہ اللہ نے "معتقد اہل السنہ والجماعہ" میں جمع کیا ہے۔

حدیث سے مستفاد مسائل:

1. اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ کی معرفت حاصل کرنے اور ان کے ذریعے دعا کرنے کی بڑی فضیلت ہے۔
2. اسمائے حسنیٰ کی معرفت ایمان، توحید، خشیت، محبت اور توکل کو مضبوط کرتی ہے۔
3. ننانوے اسمائے حسنیٰ کا احصاء کرنے والے کے لیے جنت کی بشارت ہے۔
4. "أَحْصَاهَا" میں اسمائے حسنیٰ کو یاد کرنا، ان کے معانی کو سمجھنا اور ان کے تقاضوں کے مطابق عمل کرنا شامل ہے۔
5. اللہ تعالیٰ کے نام صرف ننانوے تک محدود نہیں ہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کے نام اس سے کہیں زیادہ ہیں۔
6. ننانوے ناموں کی تفصیل والی تمام حدیثیں ضعیف ہیں، لیکن متعدد اہلِ علم نے کتاب وسنت سے ان ناموں کو اپنی اپنی کتابوں میں جمع کیا ہے۔

□□□

(۱) مسند احمد (4318،3712)، صحیح ابن حبان (972)، علامہ البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ (رقم 199)

افتتاحیہ

ہم پرورش لوح وقلم کرتے رہیں گے

مدیر

بلا شبہ خطابت وصحافت اور زبان وقلم اللہ تعالیٰ کی ایک انتہائی اہم اور عظیم الشان نعمت ہے، جس کی اہمیت وضرورت، طاقت وقوت اور تاثیر ہمیشہ مسلم رہی ہے، کیوں کہ زبان وقلم ہی وہ اسباب ووسائل اور ذرائع ہیں جن کے ذریعے انسان اپنے افکار ونظریات، خیالات واحساسات، جذبات وتجربات اور اہداف ومقاصد کا اظہار کرتا ہے، اور اپنے مافی الضمیر کو ادا کرتا ہے۔ چنانچہ تاریخ کا مطالعہ ہمیں بتاتا ہے کہ انبیائے کرام وسلف صالحین، دعاۃ ومبلغین، معمارانِ قوم ومصلحین اور ملت کے مفکرین نے تبلیغ دین واشاعت اسلام اور اصلاح امت وتعمیرِ ملک وملت نیز صالح معاشرہ کی تشکیل وغیرہ دینی ودنیاوی اغراض ومقاصد کے حصول کے لئے جہاں زبان و بیان اور خطابت کا استعمال کیا وہیں لوح وقلم اور تحریر وصحافت کا بھی بھرپور سہارا لیا ہے۔

زبان وقلم اور خطابت وصحافت کی اہمیت وضرورت اور اس کی تاثیر وافادیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت پر جو پہلی وحی نازل فرمائی ہے، جس میں حصول علم کو واجب وضروری قرار دیا گیا ہے، اس میں قرأت (پڑھنے) کے ساتھ ساتھ قلم (لکھنے) کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔

لیکن یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ لوح وقلم اور تحریر وصحافت کی اہمیت وعظمت اور تاثیر وافادیت نسبتاً زیادہ ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ زبان و بیان کے مقابلے میں قلم وتحریر کی تاثیر و افادیت کو متعدد اعتبار سے دوام و استحکام، مقام ومرتبہ اور امتیازی خصوصیات حاصل ہیں، کیوں کہ زبان سے نکلے ہوئے الفاظ وکلمات عارضی ووقتی ہوتے ہیں اور ان سے استفادہ کا دائرہ بھی وقت کے ساتھ محدود ہوتا ہے جو کہ وقت کے گذرتے ہی برقرار نہیں رہتا ہے بلکہ ختم ہو جاتا ہے، جب کہ قلم سے وجود میں آنے والے الفاظ وکلمات، افکار وخیالات دائمی اور محفوظ ہوتے ہیں اور ان سے استفادہ صدیوں اور نسلوں تک برقرار وجاری رہتا ہے۔ زبان و بیان کے ذریعے ایک انسان صرف حاضرین وموجود افراد تک اپنا پیغام پہنچا سکتا ہے، جب کہ قلم کے ذریعے پیش کیا گیا پیغام مدتوں تک نیز نسل در نسل اور پشت در پشت تک پہونچتا رہتا ہے۔ زبان و بیان اور تقریر وخطابت میں عام طور پر سوچنے وسمجھنے اور وغور وفکر کا موقع بہت کم ملتا ہے جس کی وجہ سے مقرر وخطیب کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ وکلمات میں توازن واعتدال نہیں رہتا ہے اور نہ ہی گیرائی وگہرائی رہتی ہے، جب کہ تحریر وصحافت میں سوچنے وسمجھنے اور غور وفکر کرنے کا بھرپور موقع میسر آتا ہے، یہی وجہ ہے کہ لکھے ہوئے الفاظ وکلمات اور افکار وخیالات میں توازن و اعتدال، گیرائی وگہرائی اور استحکام وپختگی ہوتی ہے۔ زبان سے نکلے ہوئے

الفاظ وکلمات واپس نہیں لئے جاسکتے ہیں، جس کی وجہ سے اس سے سرزد ہونے والی غلطیوں کی تصحیح وتصویب اور ازالہ واصلاح نہیں ہو پاتی ہے، جب کہ قلم سے لکھے ہوئے الفاظ وکلمات میں کاٹ، چھانٹ اور حذف و اضافہ کیا جا سکتا ہے، چنانچہ اس سے سرزد ہونے والی غلطیوں کی تصحیح وتصویب اور ازالہ واصلاح کیا جاسکتا ہے۔۔

یہی وجہ ہے کہ دنیا نے قلم کی طاقت وقوت اور اس کی تاثیر وافادیت کا اعتراف کیا ہے اور دنیا کی تمام قومیں اس کی غیر معمولی اہمیت وافادیت اور تاثیر وقوت کی ہمیشہ قائل رہی ہیں۔قلم کی طاقت وقوت، اہمیت وعظمت اور اس کی تاثیر وافادیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کی مخلوقات میں سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا اور اسے قیامت تک جو چیزیں ہوں گی سب کی تقدیریں لکھنے کا حکم دیا۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:"إنَّ أوَّلَ شيءٍ خَلَقَهُ اللهُ القَلَمُ، فأمَرَهُ فكَتَبَ كلَّ شيءٍ يَكونُ" اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا فرمایا، اور اسے قیامت تک ہونے والی تمام چیزوں (کی تقدیروں) کو لکھنے کا حکم دیا۔(صحیح الجامع الصغیر:2016)

نیز اللہ تعالیٰ نے قرآن مقدس میں مستقل ایک سورہ "القلم" کے نام سے نازل فرمائی ہے، اور اس میں قلم اور قلم سے لکھی جانے والی تحریروں وسطروں کی قسم کھائی ہے، جو کہ قلم وتحریر کی غیر معمولی اہمیت وفضیلت اور عظمت ووقعت کی بہت بڑی دلیل ہے، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:{ن وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ} ن، قلم کی قسم اور اس کی قسم جو کچھ وہ لکھ رہے ہیں۔(القلم:1)

اسلامی تاریخ کے مطالعہ سے یہ حقیقت مترشح ہوتی ہے کہ لوح وقلم کی طاقت وقوت اور اس کی تاثیر وافادیت کے پیش نظر عہد رسالت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قلم کو بڑی اہمیت دی ہے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی الٰہی یعنی کتاب وسنت، دینی احکام ومسائل، شرعی ہدایات وتنبیہات اور اسلامی پیغامات کی حفاظت وصیانت کے لئے قلم سے استفادہ کیا ہے، اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قلم کے استعمال کی نہ صرف یہ کہ اجازت دی بلکہ اس کا باضابطہ حکم دیا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:"قيِّدُوا العِلمَ بالكِتابِ" علم کو لکھ کر محفوظ کرو۔(السلسلۃ الصحیحۃ:2026)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کچھ بھی سنتا تھا اسے محفوظ کرنے کی غرض سے لکھ لیا کرتا تھا۔قریش نے مجھے اس سے منع کیا..تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "لکھو! اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میرے منہ سے حق کے سوا کچھ نہیں نکلتا۔" (سنن أبی داود: 3646 وصححہ الألبانی)

فتح مکہ کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بڑا ہی اہم خطبہ دیا، ایک شخص (أبوشاہ) نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میرے لئے یہ باتیں لکھ دیجیے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:"اكْتُبُوا لِأَبِي شَاهٍ" ابو شاہ کے لیے (یہ باتیں) لکھ دو۔(صحیح بخاری: 2434، صحیح مسلم:1355)

نیز قلم کی اہمیت وافادیت ہی کے پیش نظر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قلم اور تحریر کو تبلیغ دین و اشاعتِ اسلام کا

معتبر وسیلہ اور مؤثر ذریعہ بنایا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح حدیبیہ کے بعد مختلف بادشاہوں، حکمرانوں اور قبائلی سرداروں ومختلف علاقہ کے لوگوں کو خطوط ومکتوبات کے ذریعے اسلام کا پیغام پہنچایا اور انہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حفاظت وصیانت کی غرض سے وحی الٰہی (قرآنی آیات) کو لکھنے کے لئے زید بن ثابت وغیرہ متعدد صحابہ کرام کو کاتب وحی مقرر کیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلفائے راشدین وصحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی دعوت وتبلیغ، اصلاح وارشاد، تعلیم وتربیت اور اشاعتِ اسلام وحفاظتِ دین کے لئے قلم وتحریر کو اہم اور معتبر ذریعہ بنایا، چنانچہ عہد صدیقی میں قرآن کی بکھری ہوئی آیات کو ایک مصحف میں جمع کیا گیا، اور عہد عثمانی میں اس کی متعدد نقول تیار کر کے مختلف علاقوں میں ارسال کی گئیں، نیز خلفائے راشدین و دیگر صحابہ کرام اپنے اپنے دورِ خلافت وحکومت میں امراء وحکمرانوں، عاملوں وقاضیوں وغیرہ مختلف علاقوں کے مسلمانوں کو تحریری طور پر اسلامی احکام ومسائل، دینی ہدایات وتنبیہات اور عدل وانصاف نیز حقوق وغیرہ سے متعلق شرعی قوانین وضوابط بھیجتے تھے۔ اس طرح سے صحابہ کرام نے قلم وقرطاس کے ذریعہ کتاب وسنت اور شرعی احکام ومسائل، اسلامی قوانین وضوابط کی حفاظت کی اور انہیں دور دراز علاقوں تک پہونچایا۔

صحابہ کرام کے بعد تابعین وتبع تابعین اور محدثین وسلف صالحین رحمہم اللہ نے بھی تبلیغ اسلام ودعوتِ دین، دینی تعلیم وتربیت اور اشاعت اسلام و اسلامی تعلیمات کو عام کرنے کے لئے قلم وقرطاس کو غیر معمولی اہمیت دی، چنانچہ ان کے دور میں تدوین حدیث باضابطہ طور پر عمل میں آئی۔ تفسیر، حدیث، فقہ وغیرہ اسلامی علوم کی تصنیف وتالیف اور تحقیق کا کام منظم طور پر انجام پایا۔ اس طرح سے بذریعہ قلم وتحریر صحابہ کرام وتابعین عظام اور تبع تابعین وفقہاء ومحدثین اور سلف صالحین نے اسلامی علوم وفنون کی حفاظت کی اور آنے والی نسلوں تک پہونچانے کا فریضہ وذمہ داری ادا کی۔

ابن جریر طبری رحمہ اللہ "علّم بالقلم" کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت قتادہ سے نقل کرتے ہیں: "القلم: نعمة من الله عظيمة، لولا ذلك لم يقم، ولم يصلح عيش".

یعنی قلم اللہ تعالیٰ کی ایک ایسی عظیم نعمت ہے، جس کے بغیر نہ تو دین اسلام کا قیام عمل میں آسکتا ہے اور نہ ہی سماجی ومعاشرتی نظام درست ہوسکتا ہے۔ (تفسیر طبری: 24/527)

اور علامہ قرطبی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: "قلم اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے، جس کے ذریعے بندوں کو ان امور واشیاء سے آشنا وآگاہ کیا، جس سے وہ ناواقف ونابلد تھے، اور جہالت وناواقفیت کی ظلمت وتاریکی سے علم ومعرفت کے نور وروشنی میں لاکھڑا کیا، اور لکھنے پڑھنے کے فن وہنر سے واقف کیا، اگر قلم کے ذریعہ لکھنے پڑھنے کا سلسلہ قائم ودائم نہ ہوتا تو علوم وفنون کی تدوین نہ ہوتی اور نہ ہی اسرار وحکم کے رازہائے سربستہ کی ترویج واشاعت ہوپاتی، اور نہ ہی پچھلے زمانے کے لوگوں کے احوال واقوال اور اخبار وواقعات محفوظ ہوپاتے، قلم ہی ہے جس کے ذریعہ کتب سماویہ کی حفاظت وصیانت ہوسکی، اگر قلم کا وجود نہ ہوتا تو بہت سے دینی ودنیاوی امور واشیاء کو تحفظ فراہم نہ ہوپاتا۔" (تفسیر قرطبی: 22/377)

اور علامہ ابن قیم جوزیہ اپنی کتاب: ″ مفتاح دار السعادۃ ″ میں قلم کی اہمیت کے تعلق سے رقمطراز ہیں: قلم وہ عظیم اور قیمتی شئ ہے جس کے ذریعہ علوم وفنون کو تحفظ و بقاء حاصل ہوتا ہے، حقوق محفوظ کئے جاتے ہیں، وصیتوں کا پتہ چلتا ہے، شہادتیں باقی رہتی ہیں، لوگوں کے آپسی معاملات اور حساب وکتاب کی حفاظت وصیانت ہوتی ہے، گذرے ہوئے لوگوں کے حالات و واقعات بعد کے لوگوں تک پہنچتے ہیں، اگر قلم کے ذریعہ لکھنے کا سلسلہ قائم و دائم نہ ہوتا تو گزشتہ زمانے کے لوگوں کے احوال و اخبار سے بعد کے لوگ واقف نہ ہو پاتے، پچھلی روایتیں ناپید ہو جاتیں، بہت سے احکام ومسائل اور قوانین وضوابط ختم ہوتے چلے جاتے، اسلاف کے ادیان و مذاہب اور ان کے افکار ونظریات کا علم نہ ہو پاتا، لوگوں کے دینی و دنیاوی امور میں قسم قسم کی کی خرابیاں در آتیں، لوگوں پر نسیان اس طرح طاری ہو جاتا کہ ان کے سینوں سے علوم مٹ جاتے، اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر احسان ہے کہ اس نے قلم وقرطاس کے ذریعہ سلسلۂ کتابت وتحریر کو قائم و دائم رکھا اور علوم کی حفاظت وصیانت کے لئے اسے ایسا محفوظ واسطہ اور مضبوط ذریعہ بنادیا جس نے انہیں ضائع ہونے سے اسی طرح بچایا جس طرح ضرورت کے سامانوں کو برتنوں میں رکھ کر انہیں ضائع ہونے سے بچایا جاتا ہے۔ (مفتاح دارالسعادۃ: 1 / 277)

لوح وقلم اور تحریر وصحافت کی اسی اہمیت وعظمت، طاقت وقوت اور تاثیر و افادیت کے پیش نظر جامعہ سلفیہ (مرکزی دارالعلوم) بنارس نے اس کی طرف خصوصی توجہ دی ہے، یہ جامعہ ہندوستان میں واقع برصغیر کی معروف ومقبول درسگاہ ہے جو کہ جماعت اہل حدیث ہند کا مرکزی ادارہ ہے، اس مرکزی ادارہ میں تعلیم وتدریس اور تربیت وتزکیہ کے ساتھ ساتھ تصنیف وتالیف، ترجمہ وتحقیق اور دعوت وتبلیغ، اصلاح وارشاد کا کام نمایاں طور پر انجام دیا جاتا ہے، جامعہ سلفیہ بنارس میں قلمی وتحریری اور صحافتی خدمات کو درج ذیل شعبوں کی روشنی میں سمجھا جاسکتا ہے۔

(الف) شعبہ تصنیف وتالیف:

جامعہ سلفیہ میں تصنیف وتالیف کا مستقل شعبہ ″ ادارۃ البحوث الاسلامیۃ ″ کے نام سے باضابطہ قائم ودائم ہے، جہاں سے اب تک درسی وغیر درسی، علمی وتحقیقی، تاریخی وادبی، دعوتی واصلاحی کتابیں سیکڑوں کی تعداد میں اردو، عربی، ہندی، انگریزی زبانوں میں شائع ہو چکی ہیں۔

(ب) ماہنامہ ″محدث″ اردو:

جامعہ سلفیہ بنارس کی تحریری وصحافتی خدمات میں ماہنامہ محدث بنارس کو نمایاں مقام اور امتیازی حیثیت حاصل ہے۔ جس میں علمی وتحقیقی، دعوتی واصلاحی، ادبی وتاریخی وغیرہ دینی مضامین شائع ہوتے رہے ہیں۔ اس مجلہ نے توحید کی دعوت، منہج سلف کی وضاحت، تعلیمات کتاب وسنت کی نشر واشاعت، امت کو درپیش سماجی وملی مسائل ومشکلات کا شرعی حل پیش کرنے میں عظیم خدمات اور نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ یہ مجلہ درحقیقت جامعہ سلفیہ بنارس کی علمی وفکری نشاطات وخدمات کا ترجمان ہے، جس نے اردو زبان وادب کی نشر واشاعت اور اس کے فروغ میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔

(ج) ماہنامہ ″صوت الأمۃ″ عربی:

″ صوت الأمۃ ″ جامعہ سلفیہ بنارس سے عربی زبان میں

شائع ہونے والا مایہ ناز علمی وتحقیقی ،دعوتی واصلاحی اور ادبی مجلہ ہے، اس مجلہ کا شمار ہندوستان سے شائع ہونے والے معروف ومقبول اور معتبر عربی رسائل ومجلات میں ہوتا ہے، جس میں اسلامی عقائد و افکار، دینی خیالات و نظریات، سیرتِ نبوی وفقہ اسلامی ، دعوت وتبلیغ ، اصلاح وارشاد ، عربی زبان و ادب اور اسلامی تاریخ و حالات حاضرہ سے متعلق مسائل ومشکلات کے حل پر مشتمل علمی وتحقیقی مقالات ومضامین شائع ہوتے ہیں ۔اس مجلہ نے ہندوستان میں عربی صحافت کی نشر واشاعت اور عروج وارتقاء میں نمایاں کردار ادا کیا۔ اور ہندوستان و عالم عرب کے درمیان علمی و ثقافتی روابط وتعلقات کو استوار کرنے میں اہم رول ادا کیا ہے۔

(د) شعبۂ صحافت:

اس شعبہ کے قیام کا مقصد جامعہ میں زیر تعلیم طلبہ کے اندر قلمی وتحریری اور صحافتی ذوق وشوق اور صلاحیت وقابلیت پیدا کرنا ہے، تاکہ طلبہ یہاں سے فارغ ہو کر تحریر وصحافت کے ذریعے دین اسلام کی ترجمانی، تعلیمات کتاب وسنت کی اشاعت، ملک وملت کی تعمیر اور سماج ومعاشرہ کی اصلاح وغیرہ خدمات انجام دے سکیں۔اس شعبہ کے تحت پندرہ روزہ مجلۂ حائطیہ اور سالنامہ" المنار" کے نام سے شائع ہوتا ہے، جس میں طلبہ اردو، عربی، ہندی، انگریزی زبانوں میں علمی موضوعات پر مضامین لکھتے ہیں اور تحریری وصحافتی مشق کرتے ہیں۔

(ھ) مقالہ نویسی:

جامعہ میں مرحلۂ عالمیت ومرحلۂ فضیلت کے سال اخیر میں پڑھنے والے تمام طلبہ کو اساتذۂ جامعہ کے اشراف میں کسی علمی وتحقیقی عنوان پر ایک وقیع مقالہ لکھنے کا مکلف کیا جاتا ہے، مقالہ نویسی کو ایک مستقل مادہ کی حیثیت حاصل ہے۔ مشرفین مقالات اپنے اپنے زیر اشراف طلبہ کو مقالہ مرتب کرنے کا منہج، تصنیف وتالیف کا طریقہ، مراجع ومصادر سے اخذ واستفادہ کا سلیقہ، افکار وخیالات اور مافی الضمیر کو تحریری سانچے میں ڈھالنے کا ڈھنگ اور ترجمہ وتحقیق کا گر سکھاتے ہیں۔

(و) تحریری مسابقہ:

طلبۂ جامعہ کے اندر تحریری ذوق کو پروان چڑھانے، خوابیدہ صحافتی صلاحیتوں کو بیدار کرنے، ادبی قابلیتوں کو اجاگر کرنے، مراجع ومصادر سے استفادہ کی عملی مشق کرانے، علمی وتحقیقی موضوعات پر غور وفکر کا رجحان پیدا کرنے اور اپنے افکار وخیالات کو منظم ومؤثر انداز میں پیش کرنے کی مہارت پیدا کرنے کے لئے مختلف علمی وتحقیقی عناوین پر تحریری انعامی مسابقہ کرایا جاتا ہے۔جس میں طلبہ بڑے ذوق وشوق، جد وجہد، محنت وعرق ریزی سے مدلل مضامین اور محقق مقالات لکھتے اور تیار کرتے ہیں۔

اسی کا نتیجہ وثمرہ ہے کہ جامعہ سلفیہ بنارس سے فارغ ہونے والے سلفی علماء مصنف ومؤلف ، مترجم ومحقق، صحافی وادیب اور قلمکار بن کر نکلتے ہیں۔ چنانچہ ہند و بیرون ہند ہر جگہ جامعہ کے ابناو فارغین تصنیف وتالیف، ترجمہ وتحقیق اور تحریر وصحافت کے میدان میں نمایاں وممتاز رہتے ہیں، ان کے تصانیف وتالیفات، مقالات ومضامین اور تحقیقات کو مستند سمجھا جاتا ہے اور انہیں میدان تحریر وصحافت میں قدر ومنزلت اور اعتبار کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

ہم پرورش لوح وقلم کرتے رہیں گے
جو دل پہ گزری ہے رقم کرتے رہیں گے

□□□

عصر حاضر

حوثی یمن کے

مولانا عبدالمعید مدنی
استاذ جامعہ ریاض العلوم، دہلی

۱۹۸۸ء میں ایران نے موسم حج میں حرمین میں اسلحہ استعمال کرنے کا بھرپور انتظام کیا تھا اور زبردست تباہی کی اس نے بھرپور تیاری کی تھی، تربیت یافتہ جنگ جو حج کے پردے میں سرزمین حرمین میں اتارے گئے تھے اور خفیف اسلحہ کی بھرپور سپلائی ہوئی تھی۔ لیکن رافضی دہشت گرد پکڑے گئے، سب مارے گئے اور منصوبہ ناکام رہا۔ رافضی فساد انگیزی کے بہت سے محاصرے خمینی انقلاب کے بعد حج کے مواقع پر پورے نو سال کی طویل مدت تک موسم حج کو تباہ کرنے کی رافضی فساد انگیزیوں کو سعودی عرب نے برداشت کیا۔ آخر کسی چیز کی حد ہوتی ہے، ۱۹۸۸ء میں سعودی حکومت کی فیصلہ کن مجالس نے حج میں ہنگامہ آرا ایرانی کوششوں کو ناکام بنادیا۔ اس کے بعد دونوں ملکوں کے تعلقات کافی خراب ہوئے اور برسوں ایرانی حاجی حرمین میں آنے سے رکے رہے یا انہیں آنے سے روک دیا گیا تھا۔ پھر باہمی مصالحت سے یہ رکاوٹ ختم ہوئی۔

اسی سال بدرالدین حوثی (۱۹۲۶۔ ۱۹۱۰) نے ایران کا رخ کیا اور وہاں زیدی رافضیت کو چھوڑ کر ایران کا اثنا عشری مسلک اختیار کیا۔ ایران کو سعودی عرب میں ہنگامہ آرائی کرنے کے لیے لوگوں کی ضرورت تھی۔ یہ یاد رہے جب سے نجد، حجاز اور دیگر علاقوں پر سعودی حکومت قائم ہوئی ہے سب سے زیادہ مخالفت ایرانی رافضیوں نے کی ہے۔ اور اس کے خلاف سب سے زیادہ پروپیگنڈہ بھی انہوں نے کیا ہے۔ سعودی عرب کی مخالفت ایرانیوں کی گھٹی میں رچی بسی ہے۔ وہ تمام عناصر ایرانی روافض کے چہیتے بن جاتے ہیں جو سعودی عرب کے مخالف ہیں، خاص کر خمینی انقلاب کے لیے۔

بدرالدین حوثی کی تعلیم وتربیت زیدی فرقہ کی تعلیمات کے مطابق ہوئی تھی۔ زیدی فرقہ نسبی اعتبار سے آل رسول کی امامت کا قائل نہیں، ان کے نزدیک امت مسلمہ کی امامت بیعت سے قائم ہوتی ہے۔ زیدی فرقے کے مطابق حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کی خلافت صحیح ہے، لیکن بدرالدین حوثی کے اندر اہل سنت دشمنی رچی بسی تھی اور خمینی سے کافی متاثر تھا۔

ایران میں ۷۰ فیصد سنی اور ۳۰ فیصد زیدی کا تناسب تھا، دونوں کے درمیان باہمی میل محبت تھی، ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھتے تھے، شادی بیاہ کی باہمی رشتہ داریاں قائم ہوتی تھیں، ان کے درمیان جھگڑا اور اختلاف رونما نہیں ہوتا تھا۔ علی عبداللہ صالح زیدی تھا مگر ۳۶ سالوں تک یمن کا صدر بنا رہا، فوج میں اکثریت زیدیوں کی تھی، یمن میں اسی طرح نارمل حالات چل رہے تھے۔

خمینی انقلاب کے بعد وہاں بھی کلبلاہٹ شروع ہوئی، پھر ۱۹۹۰، ۲۲ مئی میں دونوں کا اتحاد ہوا، اس اتحاد کے بعد

یمن میں استقرار نہیں آیا۔ ۲۰۰۴ء میں وہاں خانہ جنگی شروع ہوئی۔ علی عبد اللہ صالح کے خلاف پورا ملک کھڑا ہوگیا۔ بدرالدین حوثی اور اس کے چاروں بیٹے حسین، عبدالمالک، یحییٰ اور محمد اس لڑائی میں زیادہ متحرک تھے۔ انہوں نے کئی ایک تنظیمیں قائم کررکھی تھیں۔ بدرالدین بڑا عالم تھا، اسے مرجعیت حاصل تھی۔ ایران میں رہ کر اس نے اثنا عشری مسلک اختیار کیا اور ایران کی استعماری وفسادی ذہنیت کا حامل بن گیا۔ ایران نے اس کو اور اس کے بیٹوں اور یحییٰ قبیلے کو عسکری تربیت دی، حربی سامان فراہم کئے، مال وزر دیئے اور سعودی عرب کے خلاف ایک پروکسی کھڑا کردیا۔ انہوں نے اپنے قبیلے حوثی کو اثنا عشری بنایا، ان کی تعداد ملک کی آبادی میں پانچ چھ فیصد یعنی ۱۰۔ ۱۲/لاکھ کے قریب ہے۔ یہ قبیلہ صنعاء کے قریب صنعاء کے پہاڑی علاقے میں آباد ہے۔ سارا قبیلہ عسکریت میں تبدیل ہوگیا اور ایران اسٹراٹیجی کا حامل بن گیا۔ یہ مکمل طور پر خون خوار ہوگئے۔ اسے وہ تمام حربی سہولتیں ملیں جو ایران کو میسر ہیں۔

حوثیوں نے یمنی فوج میں سیندھ لگائی۔ فوج کی اکثریت زیدیوں پر مشتمل تھی۔ اکثریت اسلحوں کے ساتھ حوثیوں سے آملی، اور ان کا پلہ بھاری ہوگیا، انہوں نے کلیتاً عسکری اور سیاسی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لے لی، اور ۲۰۱۴ تک یمن پر قبضہ کرلیا اور عبداللہ منصور عبدالہادی کی حکومت کو معطل کریا، پارلمنٹ کو کالعدم قرار دے دیا اور انقلابی جماعت انصارالاسلام نے حکومت کی باگ ڈور سنبھال لی۔

حوثیوں نے زمام اقتدار کو ہاتھ میں لیتے ہی اہل سنت کے ساتھ دہشت گردی کا معاملہ شروع کردیا، انہوں نے ان کے علماء اور اداروں کو ٹارگیٹ کرنا شروع کردیا۔ صعدہ حوثیوں کے اصلی خطے میں شیخ مقبل الوادعی کا مدرسہ تھا، اس میں ۳۵۰ طلبہ ہاسٹل میں تھے، آئے دن ان سے حوثی وحشی ٹکراتے اور انہیں مسلسل خوف وہراس میں رکھتے، مدرسے کی پراپرٹی کو نقصان پہنچاتے، یکا دکا علماء اور طلاب کو قتل کرتے، جب وہ حکمراں بن گئے تو مدرسہ کو گرادیا اور طلباء واساتذہ کی بڑی تعداد کو قتل کردیا۔

شیخ عبدالمجید زندانی کے ادارہ جامعۃ الایمان کو ۲۰۱۴ میں بند کردیا۔ اس ادارے کی حیثیت ایک ڈیمڈ یونیورسٹی کی تھی۔ اس کے دس برانچ تھے اور رجسٹرڈ تعداد تیس ہزار تھی، اسے لوٹ لیا، اس کا مرکزی ادارہ صنعاء میں تھا اسے لوٹا، وہ اب تک بند ہے۔

انہوں نے سارے سنی خطوں پر تباہی بھردی، اہل سنت کی بازیابی کے لیے ۲۰۱۵ میں سعودی عرب نے ایک متحدہ فوجی طاقت کے ساتھ اس پر چڑھائی کی، کئی سالوں تک یہ سلسلہ چلا اور بہت کچھ کامیابی ملی، ان کو گھیر کر صعدہ میں محصور کیا گیا اور عبد ربہ کی جلاوطن حکومت ریاض سے یمن واپس گئی۔ جلاوطن حکومت یمن واپس چلی گئی اور سعودی الائنس فوج کشی عالمی دباؤ کے نتیجے میں بند ہوگئی، لیکن حوثیوں کی شرارتیں رکی نہیں، ان کا دباؤ سعودی عرب پر بھی بنا رہا اور دستوری حکومت سے بھی ان کی لڑائیاں جاری رہیں۔ دستوری حکومت سے بہت سارے علاقے چھینے گئے، ان کا کنٹرول شمال غرب یمن پر مکمل ہے۔ ان کا اصل ہدف سعودی عرب ہے، برابر ان کی شرارتیں جاری ہیں۔ حرمین کو بھی یہ نشانہ بنانے سے نہیں چوکتے۔ □□

عصر حاضر

حرمین کی حرمت اور فتنہ پرور حوثیوں کی مسلسل شرارت

ڈاکٹر عبدالحلیم بسم اللہ مدنی
استاد جامعہ سلفیہ بنارس

حرمین شریفین (مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ) کرۂ ارض کے وہ مقدس ترین اور متبرک ترین خطے ہیں جن کی حرمت، عظمت، اور امن کا تحفظ پوری امتِ مسلمہ کا دینی و اخلاقی فریضہ ہے۔ یہ وہ مقاماتِ مقدسہ ہیں جن سے دنیا بھر کے تقریبا پونے دو ارب مسلمانوں کے جذبات وابستہ ہیں۔ قرآنِ کریم اور احادیثِ مبارکہ نے ان پاکیزہ شہروں کو ایسا امن کا گہوارہ قرار دیا ہے جس کی نظیر دنیا کے کسی اور خطے میں نہیں ملتی۔لیکن تاریخ کے ہر دور کی طرح عصرِ حاضر میں بھی کچھ فتنہ پرور اور سرکش عناصر نے سیاسی اور عسکری ہوس میں ان مقدس مقامات کے امن کو تاراج کرنے کی شوم اور مذموم کوششیں کی ہیں۔ان میں سرِفہرست یمن کے حوثی ملیشیا (انصار اللہ) کی وہ عسکری کارروائیاں اور شرارتیں ہیں جنہوں نے بارہا مکہ مکرمہ کی سلامتی کو خطرے میں ڈالنے کی کوشش کی۔اسلام نے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کو وہ مقامِ احترام عطا کیا ہے جو کائنات کے کسی اور شہر کو حاصل نہیں۔اللہ رب العزت نے مکہ مکرمہ کو امن کا عالمی مرکز قرار دیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:﴿وَمَن دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا﴾"اور جو اس (حرم) میں داخل ہوا، وہ امن والا ہوگیا" (آل عمران: 97) ایک دوسرے مقام پر بیت اللہ کو انسانیت کا مرجع اور سلامتی کا مقام بتاتے ہوئے فرمایا:﴿وَإِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَأَمْنًا﴾ "اور (یاد کرو) جب ہم نے اس گھر کو لوگوں کے لیے مرکزِ رجوع اور امن کی جگہ بنایا" (البقرۃ:125) حرمِ مکہ کی حساسیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ وہاں نہ صرف معصوم انسانوں پر دستِ درازی حرام ہے، بلکہ وہاں ظلم یا کج روی کا محض ارادہ کرنا بھی دردناک عذاب کا موجب بنتا ہے۔فرمانِ الٰہی ہے:﴿وَمَن يُرِدْ فِيهِ بِإِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ﴾ "اور جو شخص اس میں ظلم کے ساتھ کج روی کا ارادہ (بھی) کرے گا، ہم اسے دردناک عذاب چکھائیں گے" (الحج:25)۔رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر اس کی ابدی حرمت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:"إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ مَكَّةَ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضَ، فَهِيَ حَرَامٌ بِحَرَامِ اللَّهِ إِلَى يَوْمِ القِيَامَةِ" "بے شک اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے کے دن مکہ کو حرام قرار دیا، پس وہ قیامت تک اللہ کی حرمت کے ساتھ حرام ہے"۔(صحیح بخاری:1834، صحیح مسلم:1353)

حرم کی قدسیت کا عالم یہ ہے کہ شریعتِ مطہرہ نے حدودِ حرم کے اندر شکار کرنے، پرندوں کو اڑانے، خودرو گھاس یا درخت کاٹنے تک سے روک دیا ہے۔جب حیوانات اور

نباتات کا یہ احترام ہے تو کروڑوں انسانی جانوں کو عسکری تنازعات کی زد میں لانے کی شرارت کس قدر عظیم گناہ ہوگی؟

جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا سے مکہ حرم بنا، اسی طرح سید الانبیاء ﷺ کی دعا سے مدینہ منورہ کو حرمت حاصل ہوئی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''إِنَّ إِبْرَاهِيمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَدَعَا لِأَهْلِهَا، وَإِنِّي حَرَّمْتُ الْمَدِينَةَ كَمَا حَرَّمَ إِبْرَاهِيمُ مَكَّةَ، وَإِنِّي دَعَوْتُ فِي صَاعِهَا وَمُدِّهَا بِمِثْلَيْ مَا دَعَا بِهِ إِبْرَاهِيمُ لِأَهْلِ مَكَّةَ''.

''بے شک ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم قرار دیا اور اس کے باشندوں کے لیے دعا فرمائی، اور میں نے مدینہ کو اسی طرح حرم قرار دیا ہے جیسے ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم قرار دیا تھا۔ اور میں نے مدینہ کے صاع اور مُد میں اس دعا کی نسبت دوگنا برکت کی دعا فرمائی ہے جو ابراہیم علیہ السلام نے اہلِ مکہ کے لیے فرمائی تھی''۔ (صحیح بخاری: 2129، صحیح مسلم: 1360)

2014ء میں جب یمن کی حوثی تحریک نے دارالحکومت صنعاء پر غیر قانونی قبضہ کیا اور منتخب حکومت کا تختہ الٹ دیا، تو یمن ایک ہولناک داخلی جنگ کی لپیٹ میں آ گیا۔ 2015ء میں عرب اتحاد کی عسکری مداخلت کے بعد حوثی ملیشیا نے علاقائی طاقتوں کی پشت پناہی سے سعودی عرب کی سرحدی اور شہری آبادیوں کی سمت بیلسٹک میزائل، کروز میزائل، اور بارود سے بھرے ڈرونز کا استعمال شروع کیا۔ تمام حدیں اس وقت پار ہوگئیں جب حوثیوں نے سیاسی وعسکری تنازع کو وسعت دیتے ہوئے اپنے حملوں کا رخ خطۂ حجاز اور مکہ مکرمہ کی سمت موڑ دیا۔ چنانچہ انہوں نے اکتوبر 2016ء میں یمن کے علاقے صعدہ سے مکہ مکرمہ کی سمت بیلسٹک میزائل داغا، جسے سعودی فضائی دفاعی نظام (Patriot Missile System) نے ہدف تک پہنچنے سے پہلے طائف کے قریب فضا میں ہی تباہ کر دیا۔ اس واقعے پر اقوام متحدہ کے خصوصی ایلچی اور اسلامی تعاون تنظیم (OIC) نے شدید ردِعمل دیتے ہوئے اسے کروڑوں مسلمانوں کے جذباتی اور دینی مرکز پر حملے کی کوشش اور ایک سنگین جرم قرار دیا۔ اسی طرح جولائی 2017ء میں حج کے مبارک ایام سے کچھ ہی دن قبل مکہ مکرمہ کی جانب ایک اور بیلسٹک میزائل داغا گیا، جسے سعودی دفاع نے جدہ کے جنوب میں بروقت کارروائی کرتے ہوئے ناکام بنا دیا۔ اس مذموم کوشش کی پاکستان، مصر، اور خلیجی ریاستوں سمیت دنیا بھر کے مسلم ممالک نے شدید الفاظ میں مذمت کی۔ اسی طرح 2017ء تا 2021ء کے دوران ریاض، ینبع، جازان اور خمیس مشیط سمیت مختلف سعودی شہروں اور شہری ہوائی اڈوں (مثلاً ابہا ایئرپورٹ) پر مسلسل ڈرون اور میزائل حملے کیے گئے۔ ان مسلسل اقدامات پر اقوامِ متحدہ کی سلامتی کونسل نے حوثی ملیشیا کے ان رویوں کو بین الاقوامی قوانین کی کھلی خلاف ورزی قرار دیا۔ اسی طرح چند روز قبل 15 ستمبر 2026ء کے دن، مکہ مکرمہ کے جنوب میں ممنوعہ فضائی حدود میں داخل ہونے کی کوشش کرنے والے ایک حوثی ڈرون کو سعودی فضائی دفاع نے فضا میں ہی تباہ کر دیا۔ اس تازہ ترین واقعے کے بعد عالمی مسلم برادری، تعلیمی اداروں اور دینی مراکز کی جانب سے حرمین شریفین

کے تحفظ اور سلامتی کا اعادہ کیا گیا۔ حوثی ملیشیا اکثر یہ عذر پیش کرتی ہے کہ ان کے نشانات ملٹری بیسز یا ائیر پورٹس ہوتے ہیں، لیکن یہ عذر عقلی اور تکنیکی لحاظ سے شدید گمراہ کن ہے، کیونکہ بیلسٹک میزائل یا ڈرون ٹیکنالوجی سو فیصد قابل اعتماد نہیں ہوتی۔ معمولی تکنیکی خرابی، نیویگیشن سسٹم کی ناکامی، یا فضا میں تباہ کیے جانے والے میزائلوں کا بھاری ملبہ (Debris) اگر مکہ یا مدینہ کی گنجان زائرین آبادی پر گرے تو اس سے ہزاروں معصوم جانوں کا زیاں ہوسکتا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ یہ بات سب کو یاد رہے کہ حرمین شریفین میں سال کے 12 مہینے دنیا کے گوشے گوشے سے آئے ہوئے لاکھوں حجاج اور معتمرین طواف، سعی، اور نمازوں میں مشغول رہتے ہیں۔ یہ وہ مقام ہے جہاں کسی ایک ملک کے شہری نہیں بلکہ پورے عالم سے لوگ حاضری دیتے ہیں۔ لہذا یہاں عسکری حملہ کرنا پوری انسانیت کے خلاف جرم ہے۔ مکہ مکرمہ کے اوپر کی فضائی حدود (Airspace) کو شریعت اور بین الاقوامی قوانین کے تحت "ممنوعہ زون" (No-Fly Zone) کی حیثیت حاصل ہے۔ اس حدود میں کسی عسکری ڈرون کا داخل ہونا ہی بذاتِ خود ایک عظیم شرارت اور نیت کی بدباطنی کو ظاہر کرتا ہے۔

اللہ رب العزت کے فضل و کرم کے بعد حرمین شریفین کی حفاظت میں سعودی عرب کی افواج، بالخصوص رویل سعودی ایئر ڈیفنس فورسز (Royal Saudi Air Defense Force (RSADF نے جو تاریخی اور پیشہ ورانہ کردار ادا کیا ہے وہ قابل تحسین ہے۔ پیٹریاٹ (Patriot) اور تھاڈ (THAAD) جیسے جدید ترین اینٹی بیلسٹک میزائل سسٹمز اور دفاعی رڈاروں کی بدولت حوثیوں کی طرف سے بھیجی گئی سیکیورٹی دھمکیوں کو سرحد عبور کرتے ہی یا ہدف سے سینکڑوں کلومیٹر دور فضا ہی میں ریزہ ریزہ کر دیا جاتا ہے۔ سعودی حکومت اور سیکورٹی اداروں کی چوبیس گھنٹے کی بیداری کا نتیجہ ہے کہ کروڑوں زائرین ان تمام عسکری خطرات سے بے خبر نہایت اطمینان، سکون، اور یکسوئی کے ساتھ اپنی عبادات میں مشغول رہتے ہیں۔

حرمین شریفین کا تحفظ نہ تو کسی ایک قوم کا داخلی معاملہ ہے اور نہ ہی یہ محض کسی ایک حکومت کی سیاسی ذمہ داری ہے۔ یہ ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش، ترکی، عرب ممالک، افریقہ، یورپ، اور امریکہ کے ہر اس مسلمان کے دین کا بنیادی جزء ہے جو اللہ اور اس کے آخری رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتا ہے۔ سیاسی اختلافات، علاقائی جنگیں، اور تنازعات اپنی جگہ، لیکن حرمین شریفین کے مقدس امن پر آنچ لانا، یا وہاں کے معصوم زائرین کی سلامتی کو داؤ پر لگانا ایسا شنیع فعل ہے جس کی نہ شریعتِ اسلامیہ میں کوئی گنجائش ہے اور نہ ہی اخلاق و قانون میں۔ امتِ مسلمہ کے تمام حکمرانوں، علماء، اور بین الاقوامی اداروں پر لازم ہے کہ وہ حوثی ملیشیا کی اس فتنہ پروری اور عسکری ہٹ دھرمی کے خلاف متحد ہو کر آواز بلند کریں، اور اسے سختی سے لگام دیں۔ اللہ رب العزت حرمین شریفین کو ہر فتنے، شرارت، جنگ، اور آفت سے محفوظ رکھے، حجاج و معتمرین کو اپنے حفظ و امان میں رکھے، اور ارضِ مقدس کے امن کو تا قیامت قائم و دائم رکھے۔ آمین یارب العالمین!

***

عقائد

قضاء وقدر کے باب میں وسطیت

شیخ مجیب الرحمن سلفی/استاذ جامعہ سلفیہ بنارس

تقدیر پر ایمان، ایمان کے بنیادی اصولوں میں سے ایک اصل اور اس کے چھ ارکان میں سے ایک رکن ہے، جنہیں نبی کریم ﷺ نے مشہور حدیثِ جبریل میں واضح فرمایا ہے، آپ ﷺ نے ایمان کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا: ''أَنْ تُؤْمِنَ بِاللَّهِ، وَمَلَائِكَتِهِ، وَكُتُبِهِ، وَرُسُلِهِ، وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ''(1) (ایمان یہ ہے کہ) تم اللہ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں اور یوم آخرت پر ایمان لاؤ، اور اچھی اور بری تقدیر پر بھی ایمان لاؤ۔

تقدیر کے اثبات اور اس پر ایمان کے وجوب کے سلسلے میں کتاب وسنت کے نصوص اور امت کے سلف کا اجماع موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: {إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ} (القمر:49) ''بے شک ہم نے ہر چیز کو ایک مقررہ تقدیر کے ساتھ پیدا کیا ہے''۔

اور اللہ عزوجل کا فرمان ہے: {وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهُ تَقْدِيرًا} (الفرقان:2) ''اور اس نے ہر چیز کو پیدا کیا تو اس کا ٹھیک ٹھیک اندازہ کیا''۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''كُلُّ شَيْءٍ بِقَدَرٍ، حَتَّى الْعَجْزِ وَالْكَيْسِ، أَوِ الْكَيْسِ وَالْعَجْزِ''.(2) ہر چیز تقدیر کے مطابق ہے، یہاں تک کہ عاجزی وکمزوری، اور دانائی وہوشیاری؛ یا دانائی وہوشیاری اور عاجزی وکمزوری بھی۔

طاووس رحمہ اللہ نے فرمایا: ''میں نے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے ایسے لوگوں کو پایا ہے جو کہا کرتے تھے کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے مطابق ہے۔''(3)

اور امام لالکائی رحمہ اللہ نے طاووس رحمہ اللہ ہی سے روایت کیا ہے، وہ فرماتے ہیں: ''میں نے رسول اللہ ﷺ کے تین سو صحابہ کو پایا ہے، جو کہا کرتے تھے: ہر چیز تقدیر کے مطابق ہے۔''(4)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''تمام سلف کا متفقہ مذہب یہ ہے کہ تمام امور اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے مطابق ہیں۔''(5)

معلوم رہے کہ کوئی بھی شخص تقدیر پر حقیقی معنوں میں ایمان رکھنے والا اس وقت تک نہیں کہلا سکتا ہے جب تک وہ تقدیر کے ان چار مراتب پر ایمان نہ رکھے جو اس کے ارکان کی حیثیت رکھتے ہیں۔ جو شخص ان میں سے کسی ایک مرتبہ کا بھی انکار کرے، وہ حقیقتاً تقدیر پر ایمان رکھنے والا نہیں ہے۔ وہ مراتب درج ذیل ہیں:

پہلا مرتبہ: اللہ تعالیٰ کا اشیاء کے وجود میں آنے سے پہلے ہی ان کے بارے میں علم رکھنا:

لہٰذا اس بات پر ایمان لانا ضروری ہے کہ اللہ عزوجل ہمیشہ سے مخلوقات اور ان کے اعمال کو، انہیں پیدا کرنے سے

1- صحیح مسلم رقم:8 2- صحیح مسلم رقم:2655 3- ایضاً
4- دیکھیے: شرح أصول اعتقاد أہل السنۃ والجماعۃ:4/535 5- فتح الباری:11/487

پہلے ہی جاننے والا ہے، اور وہ ہمیشہ ان کے بارے میں علم رکھنے والا ہے۔ مخلوقات کے وجود میں آنے سے اس کے علم میں ذرہ برابر بھی اضافہ نہیں ہوا۔(1)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے: {وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِي ظُلُمَاتِ الْأَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ} (الأنعام:59) اور غیب کی چابیاں تو اسی کے پاس ہیں جسے اس کے سوا کوئی بھی نہیں جانتا۔ بحر و بر میں جو کچھ ہے اسے وہ جانتا ہے اور کوئی پتہ تک نہیں گرتا جسے وہ جانتا نہ ہو، نہ ہی زمین کی تاریکیوں میں کوئی دانہ ہے جس سے وہ باخبر نہ ہو۔ اور تر اور خشک جو کچھ بھی ہے۔ سب کتاب مبین میں موجود ہے۔

دوسرا مرتبہ: کتابت:

یعنی اللہ عزوجل نے جو کچھ ہونے والا ہے، اس کے واقع ہونے سے پہلے ہی اسے لکھ دیا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: {مَا أَصَابَ مِنْ مُصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنْفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِنْ قَبْلِ أَنْ نَبْرَأَهَا إِنَّ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ} (الحدید:22) جو مصیبت بھی زمین پر نازل ہوتی ہے یا تمہاری جان پر تو وہ لوح محفوظ میں، قبل اس کے کہ ہم اسے پیدا کریں، لکھی ہوئی ہے، بیشک ایسا کرنا اللہ کے لئے آسان ہے۔

اسی بات پر نبی کریم ﷺ کی یہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے: ''كَتَبَ اللَّهُ مَقَادِيرَ الْخَلَائِقِ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِخَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ... الحديث''(2)

اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے سے پچاس ہزار سال پہلے ہی تمام مخلوقات کی تقدیریں لکھ دی تھیں۔

تیسرا مرتبہ: اللہ تعالیٰ کی مشیئت:

اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تمام چیزوں کے وجود میں آنے سے پہلے ہی ان کے بارے میں مشیئت فرمائی، اور کائنات میں کوئی بھی چیز اللہ تعالیٰ کی مشیئت کے بغیر واقع نہیں ہوتی ہے۔ جو کچھ اللہ چاہتا ہے، وہ ہو کر رہتا ہے، اور جو وہ نہیں چاہتا ہے، وہ نہیں ہوتا ہے۔ چنانچہ اللہ عزوجل فرماتا ہے: {وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا اقْتَتَلُوا} (البقرۃ:253) اور اگر اللہ چاہتا تو لوگ باہم جنگ نہ کرتے۔

اور فرمایا: {وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً} (المائدۃ:48) اور اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو ایک ہی امت بنا دیتا۔

اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا: {وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ} (التکویر:29) اور تم کچھ نہیں چاہ سکتے، جب تک کہ اللہ نا چاہے، جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

چوتھا مرتبہ: اللہ تعالیٰ کا اعمال کو پیدا کرنا، انہیں وجود میں لانا اور ان کی تخلیق فرمانا۔ اللہ عزوجل کا فرمان ہے: {اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ} (الزمر:62) اللہ ہر چیز کا خالق ہے، اور وہی ہر چیز کا نگہبان و کارساز ہے۔

اور اس کا فرمان ہے: {وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ} (الصافات:96) اور اللہ ہی نے تمہیں پیدا کیا ہے اور ان چیزوں کو بھی جو تم بناتے ہو۔

اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''إِنَّ اللَّهَ يَصْنَعُ كُلَّ صَانِعٍ وَصَنْعَتَهُ''(3) بے شک اللہ تعالیٰ ہر کاریگر اور اس کی کاریگری کو پیدا فرماتا ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا: اس حدیث میں خبر دی گئی ہے کہ صنعتیں اور ان کے بنانے والے، سب اللہ تعالیٰ کی

1- الرد علی الجہمیۃ، عثمان بن سعید الدارمی ص:12 2- صحیح مسلم رقم:2653 3- خلق أفعال العباد للامام البخاری:25

مخلوق ہیں۔(1)

اس چوتھے مرتبے میں بندوں کے افعال واعمال بھی داخل ہیں، چنانچہ ان کے افعال کا بھی اللہ رب العالمین خالق ہے۔

تقدیر کے بارے میں اہل سنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کا خالق و مالک ہے، اور اس نے مخلوقات کو پیدا کرنے سے پہلے ہی ان کی تقدیریں مقرر فرمادی تھیں، ان کی موت کے اوقات، ان کا رزق کتنا ہوگا اور کہاں سے ملے گا، اور وہ کون سے اعمال کریں گے، اور یہ بھی لکھ دیا تھا کہ وہ خوش نصیبی اور بدبختی میں سے کس کو اختیار کریں گے، سو ہر چیز اس نے واضح طور پر اپنی کتاب (لوح محفوظ) میں ضبط کر رکھی ہے۔ لہذا جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے اور جو نہیں چاہتا وہ نہیں ہوتا ہے، اور جو کچھ ہو چکا ہے، نیز جو کچھ ہونے والا ہے، اور جو نہیں ہوا اگر ہوتا تو کیسے ہوتا، وہ سب کچھ جانتا ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے جسے چاہتا ہے ہدایت سے نوازتا ہے اور جسے چاہتا ہے گمراہ کر دیتا ہے، نیز اہل سنت کا عقیدہ یہ بھی ہے کہ بندوں کے لئے بھی مشیئت اور قدرت ہے جس کے ذریعے وہ وہ اعمال سر انجام دیتے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے ان کو طاقت وہمت عطا کی ہے، لیکن یہ اعتقاد رکھتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کی مشیئت و چاہت کے بغیر بندوں کی کوئی مشیئت و چاہت نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: {وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ} (العنکبوت:69) اور وہ لوگ جو ہماری راہ میں کوشش کرتے ہیں ہم انہیں اپنی راہوں کی راہنمائی ضرور کریں گے۔

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ بندوں سے کوشش اور جدوجہد مطلوب ہے۔(2)

بندوں کے افعال کے سلسلے میں اہل سنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی بندوں کا اور ان کے افعال کا خالق ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: {وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ} (الصافات:96) حالانکہ تمہیں اور جو کچھ تم بناتے ہو انہیں اللہ نے پیدا کیا ہے۔

امام صابونی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اہلِ سنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ بندوں کے اعمال اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں۔ وہ اس بات میں کسی شک وشبہ میں مبتلا نہیں ہوتے، اور جو شخص اس قول کا انکار اور اس کی نفی کرتا ہے، اسے اہلِ ہدایت دین حق میں شمار نہیں کرتے۔(3)

امام لالکائی رحمہ اللہ نے ایک مستقل باب قائم کیا ہے، جس میں صحابۂ کرام، تابعین اور ان کے بعد کے علماء سے منقول اجماع کو ذکر کیا ہے کہ بندوں کے تمام اعمال، خواہ وہ اطاعتیں ہوں یا معصیتیں، سب اللہ عزوجل کی مخلوق ہیں۔(4)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جمہور اہل سنت اس بات کے قائل ہیں کہ بندے کا فعل حقیقتاً بندے ہی کا فعل ہے، لیکن وہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق اور اللہ ہی کا پیدا کیا ہوا ہے۔ وہ یہ نہیں کہتے کہ وہ بعینہ اللہ کا فعل ہے، بلکہ وہ خلق اور مخلوق، نیز فعل اور مفعول کے درمیان فرق کرتے ہیں۔(5)

اہل سنت والجماعت کا مذکورہ عقیدہ جو کتاب وسنت کی نصوص سے مستفاد، اعتدال اور توازن کے ساتھ مبنی برحق ہے۔ جبکہ دیگر فرقے (قدریہ اور جبریہ) اس باب میں افراط وتفریط اور اور غلو وتقصیر کا شکار ہو گئے ہیں۔ □□□

1-ایضاً 2-ارکان ایمان ایک اجمالی تعارف:181-182 3-عقیدۃ السلف اصحاب الحدیث:75

4-شرح اصول اعتقاد أہل السنۃ:3/534 5-منہاج السنۃ:2/298

عقائد

انسانی افکار ونظریات پر عقیدۂ توحید کے اثرات

شیخ محمد فاروق سلفی
استاد جامعہ سلفیہ، بنارس

عقیدۂ توحید کی اہمیت وضرورت:

عقیدۂ توحید دین اسلام کی اساس اور بنیاد ہے، اسی کی صحت و درستگی پر تمام عبادات و معاملات کی صحت و قبولیت موقوف ہے۔ یہی دین اور ایمان کی اصل روح ہے، بلکہ یہی جن و انس کی تخلیق کا بنیادی مقصد بھی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ" (الذاریات:۵۶) میں نے جنات اور انسانوں کو محض اسی لیے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری عبادت کریں۔

اسی عقیدۂ توحید کی دعوت وتبلیغ اور ترویج و اشاعت کے لیے تمام انبیا علیہم السلام کو مبعوث فرمایا گیا۔ جیسا کہ قرآن حکیم کے اندر اللہ رب العزت نے اس حقیقت کو ان الفاظ کے ذریعے واضح فرمایا ہے: "وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ" (النحل:۳۶) ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ (لوگو!) تم صرف اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت (تمام معبودان باطلہ) کی عبادت سے بچو۔

یہی تمام اعمال کی قبولیت کا معیار اور دنیا و آخرت کی کامیابی کا ضامن، اور دخول جنت کے لیے سب سے بڑا ہتھیار ہے۔ جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: "مَن ماتَ وهو يَعلَمُ أنَّه لا إلَهَ إلَّا اللهُ دَخَلَ الجَنَّةَ." (مسلم:۲۶) جو شخص مر گیا اور وہ (یقین کے ساتھ) جانتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے، وہ جنت میں داخل ہوگا۔

ان تمام نصوص شرعیہ سے یہ بات مترشح ہوتی ہے کہ عقیدۂ توحید انسانی زندگی کا سب سے عظیم سرمایہ، اور سب سے بڑی دولت ہے۔ کیوں کہ دنیا و آخرت کی حقیقی کامیابی اسی کی صحت و استقامت پر موقوف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے تمام احکام وتعلیمات میں سب سے مقدم عقیدۂ توحید کی اصلاح اور اس کے استحکام کو رکھا ہے۔ جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کا گورنر بنا کر بھیجا تو انہیں یہی تعلیم دی۔ اور فرمایا:: "فليَكُنْ أوَّلَ ما تَدعوهم إلى أن يوحِّدوا اللهَ تَعالى" (بخاری: ۷۳۷۲) سب سے پہلے تم انہیں اس بات کی دعوت دو کہ وہ اللہ تعالیٰ کو ایک مانیں۔

بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ انسانی زندگی کا آخری سرمایہ بھی یہی عقیدۂ توحید ہے۔ جیسا کہ پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "من كانَ آخرُ كلامِهِ لا إلَهَ إلَّا اللَّهُ دَخلَ الجنَّةَ". (رواہ أبو داود وصححہ الألبانی: صحیح سنن أبی داود: ۳۱۱۶) جس شخص کے آخری کلمات "لا إله إلا الله" ہوں گے، وہ جنت میں داخل ہوگا۔

چنانچہ علامہ ابن ابی العز رحمہ اللہ فرماتے ہیں: توحید وہ پہلی چیز ہے جس کے ذریعے انسان اسلام میں داخل ہوتا ہے، اور وہ آخری چیز ہے جس کے ساتھ وہ دنیا سے رخصت ہوتا ہے۔ (شرح العقیدۃ الطحاویۃ: ۱/ ۲۳)

انسانی زندگی پر عقیدۂ توحید کے اثرات:

توحید انسانی زندگی کا وہ عظیم سرمایہ اور بنیادی عقیدہ ہے جس سے انسان کی عبادات ومعاملات، افکار ونظریات، کردار وگفتار اور طرزِ زندگی میں نمایاں تبدیلی رونما ہوتی ہے۔اللہ تعالیٰ نے کلمۂ توحید کے اثرات کو ایک بابرکت اور ثمر آور درخت سے تشبیہ دیتے ہوئے فرمایا:"أَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ تُؤْتِي أُكُلَهَا كُلَّ حِينٍ بِإِذْنِ رَبِّهَا وَيَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ". (ابراہیم:۲۵) کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے پاکیزہ بات کی مثال کس طرح بیان فرمائی، مثل ایک پاکیزہ درخت کے جس کی جڑ مضبوط ہے اور جس کی ٹہنیاں آسمان میں ہیں۔

جو اپنے پروردگار کے حکم سے ہر وقت اپنے پھل لاتا ہے، اور اللہ تعالیٰ لوگوں کے سامنے مثالیں بیان فرماتا ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔اس آیتِ کریمہ سے واضح ہوتا ہے کہ کلمۂ توحید ایک ایسے مضبوط اور بابرکت درخت کی مانند ہے جس کی جڑیں دل میں مضبوطی سے پیوست ہوتی ہیں اور جس کے ثمرات واثرات انسان کی پوری زندگی میں ظاہر ہوتے رہتے ہیں۔چنانچہ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: اخلاص اور توحید دل میں ایک درخت کی مانند ہیں، جس کی شاخیں اعمال ہیں، اور جس کا پھل دنیا میں پاکیزہ زندگی اور آخرت میں دائمی نعمت ہے۔اور جس طرح جنت کے پھل نہ کبھی ختم ہونے والے ہیں اور نہ ان سے کوئی روکنے والا ہے، اسی طرح دنیا میں توحید اور اخلاص کا پھل بھی (ہمیشہ باقی رہنے والا اور مسلسل حاصل ہونے والا) ہے۔(الفوائد: ۲۴۰) گویا توحید محض ایک نظری عقیدہ نہیں، بلکہ انسانی زندگی کے ہر گوشے کو متاثر اور اس کی اصلاح کرنے والی ایک زندہ ومؤثر قوت ہے۔

انسانی افکار ونظریات پر عقیدۂ توحید کے اثرات:

جب انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا پختہ یقین راسخ ہوجاتا ہے تو وہ ہر معاملے میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور آخرت کی کامیابی کو پیشِ نظر رکھتا ہے، جس کے نتیجے میں اس کے اندر مقصدِ حیات کا شعور، دنیا کی حقیقت کا ادراک، باطل افکار ونظریات سے آزادی، خودداری اور خود اعتمادی جیسی اعلیٰ صفات پیدا ہوتی ہیں۔

مقصدِ حیات کا شعور:

جب انسان عقیدۂ توحید کی دولت سے مالا مال ہوتا ہے تو اس کے سامنے زندگی کا حقیقی مقصد واضح ہوجاتا ہے۔وہ اس حقیقت کو سمجھ لیتا ہے کہ اسے بے مقصد پیدا نہیں کیا گیا ہے، بلکہ اس کی تخلیق کا بنیادی مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کی بندگی ہے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:"وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ". (الذاریات: ۵۶) میں نے جنات اور انسانوں کو محض اسی لیے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری عبادت کریں۔

یہ آیت واضح کرتی ہے کہ انسان کا حقیقی مقصدِ حیات اللہ تعالیٰ کی عبادت و بندگی ہے، اور عقیدۂ توحید اسی مقصد کا صحیح شعور انسان کے دل میں پیدا کرتا ہے۔

دنیا کی حقیقت کا ادراک:

جب بندۂ مومن کا دل عقیدۂ توحید کی دولت سے سرشار ہوجاتا ہے تو وہ دنیا کی ظاہری چمک دمک، رنگینیوں اور رعنائیوں سے مرعوب نہیں ہوتا ہے، بلکہ اس حقیقت کا شعور حاصل کرلیتا ہے کہ یہ پوری کائنات انسان کے لیے مسخر کی گئی

ہے۔ جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے: "هُوَ ٱلَّذِي خَلَقَ لَكُم مَّا فِي ٱلْأَرْضِ جَمِيعًا". (البقرۃ: ۲۹) وہ اللہ جس نے تمہارے لئے زمین کی تمام چیزوں کو پیدا کیا۔

معلوم ہوا کہ عقیدۂ توحید انسان کو یہ شعور عطا کرتا ہے کہ دنیا کی نعمتیں اس کے لیے ہیں، لیکن وہ خود دنیا کے لیے نہیں، بلکہ اس کی تخلیق کا اصل مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کی اطاعت اور بندگی ہے۔ اس کی واضح مثال موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کے واقعے میں ملتی ہے۔ ایمان اور توحید کی دولت سے مالا مال ہونے سے قبل جادوگروں کی نگاہ دنیاوی انعام و اکرام پر تھی، چنانچہ انہوں نے فرعون سے پوچھا: "أَئِنَّ لَنَا لَأَجْرًا إِن كُنَّا نَحْنُ الْغَالِبِينَ". (الأعراف: ۱۱۳) اگر ہم غالب آگئے تو کیا ہمیں انعام ملے گا؟ لیکن جب موسیٰ علیہ السلام کے معجزے کے سامنے حقیقت آشکار ہوئی، اور وہ ایمان و توحید سے سرفراز ہوئے تو دنیا کی رغبت دل سے نکل گئی، یہاں تک کہ فرعون کی دھمکیاں بھی انہیں اپنے ایمان سے متزلزل نہ کرسکیں۔

قارئین کرام! عقیدۂ توحید ہی کی برکت تھی کہ حضرت بلال بن رباح، حضرت عمار بن یاسر، حضرت سمیہ، حضرت یاسر بن عامر، حضرت خباب بن ارت، حضرت صہیب رومی اور حضرت مقداد بن اسود وغیرہم جیسے اجلہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے کفار ومشرکین کی شدید ایذا رسانیوں اور ناقابل برداشت مظالم کے باوجود اپنے ایمان کا سودا نہ کیا۔ بلکہ ایمان اور عقیدۂ توحید کی دولت ہی تھی کہ جس کے تحفظ اور بقا کے لیے مہاجرین صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے اپنے مال واسباب، تجارت وکاروبار حتی کہ گھر بار تک چھوڑ کر مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنا دل سے قبول کرلیا لیکن اپنے ایمان وعقیدۂ توحید کا سودا نہیں کیا۔

ان تمام دلائل و براہین سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہوجاتی ہے کہ جب بندۂ مومن عقیدۂ توحید کی دولت سے مالامال ہوجاتا ہے تو یہ دنیا اور اس کی تمام آسائشیں اس کو ہیچ نظر آتی ہیں۔

باطل افکار ونظریات کی غلامی سے آزادی:

عقیدۂ توحید اللہ تعالیٰ ہی کو اپنا خالق و رازق اور تمام تر تصرفات کا حقیقی مالک ماننے کا تصور دیتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "لِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا فِيهِنَّ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ". (المائدۃ: ۱۲۰) اللہ ہی کی ہے سلطنت آسمانوں کی اور زمین کی اور ان چیزوں کی جو ان میں موجود ہیں اور وہ ہر شے پر پوری قدرت رکھتا ہے۔ یوں عقیدۂ توحید اللہ تعالیٰ ہی کے لیے حاکمیت کو ثابت کرتا ہے جس سے انسان کو فکری غلامی سے آزادی، اور حقیقی عزت وشرف حاصل ہوتا ہے۔ چنانچہ علامہ سعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: توحید کی عظیم ترین فضیلتوں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ بندے کو مخلوق کی غلامی، ان سے وابستگی، ان کے خوف، ان سے امیدیں وابستہ کرنے اور ان کی خاطر عمل کرنے سے آزادی دلاتی ہے۔ اور یہی حقیقی عزت اور اعلی ترین شرف ہے۔ (القول السدید فی مقاصد کتاب التوحید: ۲۴) چنانچہ بندے کے دل میں جب عقیدۂ توحید راسخ ہوجاتا ہے تو اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کا خوف اور ڈر نہیں رہتا ہے۔ جیسا کہ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: پھر جب بندہ توحید کو ہر آمیزش اور ملاوٹ سے پاک اور خالص کرلیتا ہے تو اس کے دل سے اللہ کے سوا ہر چیز کا خوف نکل جاتا ہے۔ اس کا دشمن بھی اس کے نزدیک

اس قدر حقیر ہو جاتا ہے کہ وہ اللہ کے ساتھ اس سے خوف کھانے کو گوارا نہیں کرتا، بلکہ خوف کو صرف اللہ تعالیٰ کے لیے خاص کر دیتا ہے، پس وہ اس سے مامون ہو جاتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ خود اس کی حفاظت اور اس کے دشمن کے مقابلے میں اس کی مدافعت کا ذمہ لیتا ہے۔ (بدائع الفوائد: ۲/ ۷۷۵)

اس کی ایک روشن مثال حضرت رِبعی بن عامر رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے، جب وہ فارس کے سپہ سالار رُستم کے دربار میں پہنچے۔ رُستم کی شاہانہ شان وشوکت اور جاہ و جلال بھی انہیں مرعوب نہ کر سکے۔ توحید کے یقین سے سرشار رِبعی رضی اللہ عنہ نہایت وقار وخود اعتمادی کے ساتھ دربار میں داخل ہوئے اور رُستم کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اپنے مقصد کا دوٹوک اظہار کرتے ہوئے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہمیں بھیجا ہے، اور اللہ ہی ہمیں اس لیے لے کر آیا ہے کہ ہم جسے چاہیں بندوں کی بندگی سے نکال کر اللہ کی بندگی کی طرف، دنیا کی تنگی سے اس کی وسعت کی طرف، اور مختلف ادیان کے ظلم سے اسلام کے عدل کی طرف لے جائیں۔ (تاریخ الرسل والملوک: ۳/ ۵۲۰)

باطل توہمات سے آزادی:

عقیدۂ توحید مردِ مومن کو باطل توہمات اور بے بنیاد خیالات سے آزاد کرتا ہے۔ جب دل میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور قدرت کا یقین راسخ ہو جاتا ہے تو انسان غیر اللہ کے خوف سے بے نیاز ہو کر صحیح عقیدہ اور درست فکر کے مطابق زندگی گزارتا ہے۔ کیونکہ عقیدۂ توحید تعلیم دیتا ہے کہ حقیقی تصرف اور اختیار صرف اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ لہٰذا بدشگونی، بے بنیاد توہمات اور جاہلانہ تصورات کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ اسی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لَا عَدْوَى وَلَا طِيَرَةَ". (أخرجه البخاري: ۵۷۰۷، ومسلم: ۲۲۲۰) بدشگونی اور نحوست کی کوئی حقیقت نہیں۔ پس موحد بندہ کے دل و دماغ ان تمام غلط افکار ونظریات اور باطل توہمات سے منزہ اور پاک وصاف رہتے ہیں۔

خود داری اور خود اعتمادی:

جب انسان کو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر کامل ایمان و یقین حاصل ہو جاتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ ہی کو اپنا رازق، حاجت روا اور مشکل کشا سمجھتا ہے۔ وہ مخلوق کے سامنے دستِ سوال دراز کرنے کے بجائے اللہ تعالیٰ پر بھروسا کرتا ہے اور اسی سے اپنی حاجات طلب کرتا ہے۔ اس طرح عقیدۂ توحید اس کے اندر خود داری، عزتِ نفس اور اللہ پر اعتماد پیدا کرتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: "وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ". (الطلاق: ۳) اور جو شخص اللہ پر توکل کرے گا اللہ اسے کافی ہوگا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو تعلیم دیتے ہوئے فرمایا: "إذا سألتَ فاسألِ اللهَ، وإذا استعَنتَ فاستَعِن باللهِ. (أخرجه الترمذي: ۲۵۱۶، وصححه الألباني في صحيح الجامع: ۷۹۵۷) جب تم کوئی چیز مانگو تو صرف اللہ سے مانگو، جب تو مدد چاہو تو صرف اللہ سے مدد طلب کرو۔

چنانچہ عقیدۂ توحید انسان کو خود داری وخود اعتمادی، عزت نفس، توکل علی اللہ اور اللہ تعالیٰ ہی پر اعتماد کی تعلیم دیتا ہے۔

خلاصہ: ان تمام نصوص شرعیہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ عقیدۂ توحید جس طرح موحدین کی عبادات ومعاملات، کردار وگفتار میں مثبت تبدیلی لاتا ہے اسی طرح ان کے افکار ونظریات پر بھی پاکیزہ اثر ڈالتا ہے۔

□□□

تحقیقات

سورہ (یس) کی فضیلت میں وارد احادیث کی تخریج وتحقیق

ڈاکٹر امیر الاسلام بن بحر الحق المدنی
استاد جامعہ سلفیہ بنارس

(دوسری قسط)

حدیث نمبر ۲: عن أنس بن مالك – رضي الله عنه – عن النبي صلّى الله عليه وسلم قال: "من دخَلَ المقابر فقرأ سورة (يس) خُفِّفَ عنهم يومئذ، وكان له بعدد مَنْ فيها حسنات". ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص قبرستان میں داخل ہوا اور اس نے سورہ یٰس پڑھی، تو اس دن ان (میتوں) کے عذاب میں تخفیف کردی جاتی ہے، اور پڑھنے والے کو اس (قبرستان) میں مدفون لوگوں کی تعداد کے برابر نیکیاں ملتی ہیں۔"

تخریج وتحقیق:

اس حدیث کو ثعلبی (احمد بن محمد ابو اسحاق متوفی 427ھ) نے اپنی تفسیر (۱) میں عن الحسین بن محمد الثقفی، عن الفضل بن الفضل الکندی، عن حمزۃ بن الحسین بن عمر البغدادی، عن محمد بن احمد الریاحی، عن ابیہ، عن ایوب بن مدرک، عن ابی عبیدہ، عن الحسن البصری، عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کیا ہے۔

ثعلبی کے علاوہ کسی اور کے یہاں مجھے یہ حدیث سند کے ساتھ نہیں ملی، البتہ کچھ علما نے اپنی کتابوں میں اسے یا تو بلا کسی سند کے، یا پھر ثعلبی ہی کے حوالے سے ذکر کیا ہے۔ مثلاً: قرطبی نے اپنی تفسیر "الجامع لأحکام القرآن (15/3) میں محمد بن ابراہیم ابن ابی السرور المقدسی نے اپنی کتاب "الکلام علی وصول القراءۃ للمیت" (ص:222) میں، سیوطی نے اپنی کتاب "شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور" (ص: 304) میں، اور ملا علی قاری نے "مرقاۃ المفاتیح" (3/1228) میں ذکر کیا ہے۔

یہ حدیث سخت ضعیف بلکہ موضوع ہے، اس کی سند میں متعدد علتیں ہیں:

(1) اس کے ایک راوی ایوب بن مدرک کو امام یحی بن معین نے "کذاب" اور امام ابوحاتم الرازی، نسائی اور دارقطنی نے متروک قرار دیا ہے۔ (میزان الاعتدال: 1/293، لسان المیزان: 1/488)

(2) احمد الریاحی بن یزید بن دینار ابی العوام مجہول راوی ہے۔ (لسان المیزان: 1/325)

(3) ابو عبیدہ: یہ بھی مجہول ہے۔ (میزان الاعتدال: 4/549)

(4) حسن بصری مدلس راوی ہیں (جامع التحصیل للعلائی ص: ۱۱۳) (التدلیس فی الحدیث، ص ۲۹۳) اور اس روایت میں سماع کی صراحت نہیں ہے۔ یہ بھی اہل فن کے نزدیک ضعف کے اسباب میں سے ہے۔

علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو "موضوع" کہا ہے۔ (الضعیفۃ: 3/397)

حدیث نمبر 3: عن أنس بن مالك رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "إِنَّ لِكُلِّ

(۱) الکشف والبیان عن تفسیر القرآن (8/119)

شَيْءٍ قَلْبًا وَإِنَّ قَلْبَ الْقُرْآنِ يس مَنْ قَرَأَهَا فَكَأَنَّمَا قَرَأَ الْقُرْآنَ عَشْرَ مَرَّاتٍ". ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''بے شک ہر چیز کا ایک دل ہوتا ہے، اور بے شک قرآن کا دل سورہ یٰس ہے، جس نے سورہ یٰس کی تلاوت کی گویا اس نے دس دفعہ قرآن کریم کی تلاوت کی''۔

تخریج وتحقیق:

اس حدیث کو امام ترمذی (۱)، امام دارمی (۲)، ابو بشر محمد دولابی (۳)، ابوسعید ابن الاعرابی (۴)، ابو العباس جعفر بن محمد مستغفری نسفی (۵)، ابو عبد اللہ محمد بن سلامہ قضاعی مصری (۶)، بیہقی (۷)، خطیب بغدادی (۸) اور یحییٰ بن اسماعیل شجری جرجانی (۹) نے بطریق حُمَید بن عَبد الرَّحمان رُوَاسی، عن حسن بن صالح، عن ہارون ابی محمد، عن مُقاتل بن حَیَّان، عن قتادہ، عن انس بن مالک مرفوعا روایت کیا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ اسے روایت کرنے کے بعد کہتے ہیں: (هذا حديث غريب، لا نعرفه إلا من حديث حميد بن عبد الرحمن، وبالبصرة لا يعرفون من حديث قتادة إلا من هذا الوجه. وهارون أبومحمد شيخ مجهول) یعنی: ''یہ غریب حدیث ہے، اسے صرف حمید بن عبد الرحمن کی حدیث سے جانتے ہیں، بصرہ شہر میں قتادہ کی اس حدیث کو لوگ اسی سند سے جانتے ہیں، اور اس میں ہارون ابو محمد مجہول راوی ہے''۔

امام ذہبی اور حافظ ابن حجر نے بھی ''ہارون'' مذکور کو مجہول قرار دیا ہے۔ (میزان الاعتدال: 4/288، والتقریب ص: 569)

لہذا مذکورہ علت کی بنا پر یہ سند صرف ضعیف ہے، تاہم امام ابو حاتم الرازی رحمہ اللہ نے اسناد میں موجود ''مقاتل'' کو مقاتل بن سلیمان کہا ہے، حافظ ذہبی نے بھی اسی کا امکان ظاہر کیا ہے، اور علامہ البانی نے متعدد دلائل سے مقاتل بن سلیمان ہونے کی بات کو راجح قرار دیا ہے۔ (میزان الاعتدال (4/172) سلسلۃ الأحادیث الضعیفۃ (1/313)

مقاتل بن حیان صدوق راوی ہیں؛ جب کہ مقاتل بن سلیمان کو امام وکیع، نسائی وغیرہ نے ''کذاب'' کہا ہے اور ابو حاتم الرازی نے ''متروک'' کہا ہے۔ (دیکھیں: تہذیب التہذیب (10/279)، میزان الاعتدال (4/173) الکشف الحثیث (ص: 260)

لہذا اس اعتبار سے یہ حدیث باطل وموضوع ہے۔

ابن ابی حاتم کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: "مقاتل هذا هو: مقاتل بن سليمان، رأيت هذا الحديث في أول كتاب وضعه مقاتل بن سليمان، وهو حديث باطل لا أصل له". یعنی: ''اس کی سند میں جو مقاتل ہے وہ مقاتل بن سلیمان ہی ہے، میں نے یہ حدیث مقاتل بن سلیمان کی تصنیف کردہ کتاب کے شروع میں دیکھی ہے، یہ باطل روایت ہے اس کی کوئی اصل نہیں ہے'' (علل الحدیث لابن ابی حاتم (4/578)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے جب اس حدیث کے بارے میں پوچھا گیا، تو آپ نے فرمایا: (هَذا كَلامٌ موضوع) یعنی یہ کلام موضوع (گھڑی ہوئی بات) ہے۔ (المنتخب من علل الخلال (1/117) (جاری)

---

(۱) سنن الترمذی ت بشار (5/12) (2887) (۲) مسند الدارمی، ت الزہرانی (2/1083) (3619) (۳) الکنی والأسماء، دولابی (3/974) (1709)
(۴) معجم ابن الاعرابی (3/1026) (2201) (۵) فضائل القرآن للمستغفری (2/591) (864) (۶) مسند الشہاب القضاعی (2/130) (1035)
(۷) شعب الإیمان (4/94) (2233) (۸) تاریخ بغداد، ت بشار (5/272) (۹) ترتیب الامالی الخمیسیہ للشجری (1/154) (570)

اسلامیات

نصوص شریعت کے اسالیب کلام سے متعلق منطوق اور مفہوم کی اصولی بحث

(پہلی قسط)

ڈاکٹر عبدالقیوم محمد شفیع مدنی بستوی
(مقیم حال دوحہ قطر)

تمہید: بنیادی طور پر شرعی احکام کے دو مصادر ہیں:

۱۔ اللہ تبارک وتعالی کے کلام پر مشتمل قرآن کریم۔

۲۔ اللہ تعالی کے رسول ﷺ کے اقوال وافعال اور تقاریر پر مشتمل صحیح احادیث۔

دونوں کی حقیقت اور ماہیت کے پیش نظر یہ بھی کہنا صحیح ہے کہ شریعت کا ایک ہی مصدر ہے، جسے وحی الہی کہتے ہیں۔

اسی لیے اللہ تعالی نے فرمایا ہے:

وَما آتاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَما نَهاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا. (الحشر:۷)

یعنی جو کچھ رسول تم کو دے اسے لے لو اور جس سے تم کو منع کریں۔اس سے رک جاؤ (یعنی اس کو مت کرو)۔

اور صحیح حدیث میں آپ کا ارشاد ہے:

ألا إني أوتيت القرآن ومثله معه. (رواہ أبو داود)

یعنی یاد رکھو! بے شک مجھے قرآن دیا گیا ہے اور اسی کے مثل اور بھی کچھ دیا گیا ہوں۔

یعنی آپ کی احادیث مبارکہ بھی اللہ کی طرف سے بھیجی گئی ہیں۔اور قرآن کریم میں آپ کی نبوت ورسالت کی ذمہ داریوں میں کئی بار ایک جملہ دہرایا گیا ہے، جس میں ارشاد باری تعالی ہے: وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ. یعنی نبی کریم ﷺ لوگوں کو کتاب وحکمت کی تعلیم دیتے ہیں۔

اکثر مفسرین نے حکمت کی تفسیر سنت رسول ﷺ سے کی ہے۔بلکہ اس کے علاوہ اس کی اور کوئی تفسیر نہیں ہوسکتی ہے، کیونکہ قرآن کریم میں وارد نماز، روزہ اور دیگر عبادات ومعاملات سے متعلق اجمالی احکام کی تفصیل وتفسیر آپ نے اپنے قول وفعل اور تقریر سے کی ہے۔یعنی آپ کی سنتیں بھی وحی الہی کی ترجمان ہوتی ہیں، جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے: ﴿وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ، إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ﴾ (سورۃ النجم: ۳۔۴) یعنی نبی کریم ﷺ اپنی خواہش کی پیروی میں نہیں بولتے ہیں، بلکہ جو کچھ بولتے ہیں وہ تو صرف آپ کی طرف کی گئی ''وحی'' یعنی اللہ کا پیغام ہوتا ہے۔

علامہ ابن قدامہ نے اپنی مشہور کتاب ''روضۃ الناظر'' میں اس حقیقت کو بیان کرتے ہوئے لکھا ہے: أصل الأحكام كلها من الله إذ قول الرسول صلى الله عليه وسلم إخبار عن الله بكذا. والإجماع يدل على السنة .... الخ. (روضة الناظر: 61، تحقيق: د. عبدالعزيز السعيد) یعنی تمام احکام اللہ کی طرف سے ہیں، کیونکہ رسول ﷺ کا قول اللہ کی طرف سے کسی چیز کے بارے میں خبر دینا ہے کہ فلاں چیز ایسی ہے اور اجماع بھی اللہ کے رسول ﷺ کی سنت پر ہی دلالت کرتا ہے۔ یعنی اجماع بھی سنت کی حجیت کی دلیل ہے۔

بہر حال دلائل وبراہین کی روشنی میں یہ ایک ثابت شدہ حقیقت ہے کہ تمام شرعی احکام کا مرجع ومصدر اللہ تعالی کے اختیار وارادہ سے صادر ہونے والا اسی کا حکم ہے، جو اسی کے اختیار وارادے سے منتخب نبی ورسول کے ذریعہ عام لوگوں تک پہنچایا جاتا ہے۔شرعی احکام کی اسی حقیقت کو نہایت مختصر لفظوں میں بیان

کرتے ہوئے فرمایا: "إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ" (الأنعام: ۵۷) یعنی حکم دینا تو صرف اللہ کی شان ہے۔ اور اس کے حکم یا فیصلہ کو کوئی بھی چیلنج نہیں کرسکتا ہے، اسی لیے فرمایا: ﴿وَاللَّهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهِ﴾ (الرعد: ۴۱) یعنی اللہ تعالی ہی حکم صادر کرتا ہے۔ اس کے حکم پر کوئی استدراک کرنے والا نہیں ہے۔

یعنی کسی کے اندر اس کے حکم پر استدراک واعتراض کا حق نہیں ہے۔ خواہ وہ نبی ورسول ہی کیوں نہ ہو۔ یاد رہے اصولی طور پر نکرہ نفی کے سیاق میں عموم پر دلالت کرتا ہے۔

اور خود نبی کریم ﷺ سے کئی آیتوں میں اس طرح کی حقیقت کا اعتراف واقرار پایا جاتا ہے۔ ایک جگہ ہے: ﴿قُلْ مَا كُنتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَا أَدْرِي مَا يُفْعَلُ بِي وَلَا بِكُمْ إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ وَمَا أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ مُّبِينٌ﴾ (الأحقاف: ۹) یعنی اے نبی تم کہہ دو! میں کوئی نیا رسول نہیں ہوں اور مجھے نہیں معلوم کہ میرے ساتھ اور تم لوگوں کے ساتھ کیا کیا جائے گا۔ میں تو صرف اس کے پیچھے چلتا ہوں جو مجھے وحی کے ذریعہ بتایا جاتا ہے۔ اور میں تو محض ایک کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں۔

اسی طرح کے مفہوم میں اور بھی کئی آیتیں ہیں۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں: سورہ انعام کی آیت نمبر ۵۰ اور سورہ یونس کی آیت نمبر ۱۵۔

استدراک واعتراض کا حق تو کسی کو نہیں ہے، لیکن اس کی تفسیر وبیان نبی کریم ﷺ کی ذمہ داری ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے: ﴿وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ﴾ (النحل: ۴۴) یعنی ہم نے آپ کی طرف ذکر -یعنی قرآن- کو نازل کیا ہے، تاکہ آپ لوگوں کے لیے وہ چیز بیان کردیں جو ان کی طرف نازل کی گئی ہے۔

اور انبیاء کے وارثین ہونے کی حیثیت سے علماء دین پر بھی یہ ذمہ داری ہے کہ قرآن کو اللہ کی طرف سے آیا ہوا پیغام سمجھ کر عام لوگوں کے لیے ان کی زبان میں بیان کردیں۔

اسی لیے عوام کو حکم دیا گیا: ﴿فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾ [سورۃ النحل:43]

احکام شریعت کے بیان کے مختلف طریقے:

گو کہ شریعت کے سارے احکام اللہ کی طرف سے ہیں اور اللہ کے رسول ﷺ اور آپ کے وارثین پر ان کے بیان اور توضیح کی ذمہ داریاں ہیں، مگر نصوص شریعت میں احکام کو بیان کرنے کے لیے مختلف اسالیب اور متعدد طریقے اختیار کئے گئے ہیں، بنیادی طور پر ان کی تین قسمیں ہیں:

(۱) ایک طریقہ ایسا ہے جس میں قطعیت کا ایسا اسلوب اختیار کیا گیا ہے کہ اس میں ایک متعین معنی سے زیادہ کا احتمال نہیں ہوتا ہے، اسے نص صریح کہتے ہیں، جیسے کفارہ ہدی تمتع کے مسئلہ میں ایک خاص کیفیت میں فرمایا: ﴿فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ إِذَا رَجَعْتُمْ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ﴾ (البقرۃ:۱۹۶) ترجمہ: ہدی یعنی قربانی کی استطاعت نہ ہو تو تین روزے ایام حج میں رکھ لو، اور سات روزے لوٹ کر جانا تو وہاں رکھ لینا۔ یہ مکمل دس روزے ہیں۔

یعنی دس سے کم یا دس سے زیادہ روزے کا احتمال نہیں ہے۔ اس اسلوب کو نص صریح کہتے ہیں۔

۲۔ اور کہیں ایسا اسلوب اختیار کیا گیا ہے جس میں ایک سے زائد معانی کا احتمال ہو مگر بظاہر ایک معنی بغیر توقف وتأمل کے سمجھ میں آجائے۔ اور دوسرے معنی کا احتمال ہو، لیکن دوسرا معنی مراد لینے کے لیے کسی دلیل کی ضرورت ہو۔

اس صورت حال کو اصولی اصطلاح میں تاویل یا ظاہر بالدلیل کہا جاتا ہے۔ شریعت میں اس کی بہت ساری مثالیں ہیں۔ یہاں محض ایک مثال سے مسئلہ کی نوعیت واضح کرنا چاہتا ہوں۔

ایک حدیث میں نبی کریم ﷺ نے زرعی محصول میں زکاۃ کا حکم بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے: ''فِيمَا سَقَتِ السَّمَاءُ وَالْعُيُونُ أَوْ كَانَ عَثَرِيًّا الْعُشْرُ، وَمَا سُقِيَ بِالنَّضْحِ نِصْفُ الْعُشْرِ''. یعنی کھیتی باڑی سے حاصل شدہ غلہ جات میں زکاۃ کی مقدار دسواں حصہ ہے۔ اگر اس کی سینچائی بارش کے پانی سے کی گئی ہے۔ اور اگر کنویں وغیرہ سے کسان کی محنت ومشقت سے سینچائی کی گئی ہو تو اس میں بیسواں حصہ زکاۃ میں دینا ہوگا۔

چونکہ اس میں کسی ایسی مقدار کا تذکرہ نہیں ہے، جس سے معلوم ہو کہ زکاۃ کے وجوب کے لیے اس حد تک غلہ ہونا ضروری ہے، جسے شریعت کی اصطلاح میں نصاب زکاۃ کہا جاتا ہے۔

لیکن دوسری حدیث میں اس نصاب کا تذکرہ موجود ہے۔ چنانچہ ایک حدیث میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ''ليس فيما دون خمسة أوسق صدقة'' (صحیح بخاری: ۱۴۴۷) یعنی پانچ وسق سے کم کی پیداوار میں زکاۃ واجب نہیں ہے۔ ایک وسق (۶۰) صاع کا ہوتا ہے اور ایک صاع تقریبا ڈھائی کلو گرام کا ہوتا ہے۔ (اس حساب سے ۵ وسق x ۶۰ صاع = ۳۰۰ صاع، ۳۰۰ صاع x ۲۵۰ گرام = ۷۵۰ کلو گرام نصاب زکاۃ بنتا ہے)

جمہور علماء کرام نے پہلی حدیث کو اس دوسری حدیث سے خاص کر کے زرعی غلہ جات میں نصاب مقرر کیا ہے، جب کہ علماء احناف نے صرف پہلی حدیث کی بنا پر اس میں مقدار نصاب کو تسلیم نہیں کیا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ ایک مسئلہ سے متعلق ایک دلیل کو ماننا اور دوسری کو نظر انداز کرنا ہے، اور یہ چیز منہج سلف اور عام اصول کے خلاف ہے۔

اس سلسلہ میں تفصیلی گفتگو تاویلات کی بحث میں آئے گی۔ یہاں صرف مثال دینا مقصود تھا۔

نصوص شریعت کا تیسرا اسلوب کلام:

احکام شریعت پر مشتمل کتاب وسنت میں کچھ ایسی عبارتیں بھی ہیں۔ جن کے معانی میں بلا ترجیح ایک سے زائد احتمال پائے جاتے ہیں۔

ان کو اصول اصطلاح میں مجمل کہا جاتا ہے اور بنا بیان کے مجمل نصوص پر عمل کرنا ناممکن ہے۔ اس لیے اس طرح کے نصوص کا بیان کبھی خود دوسرے نصوص میں مل جاتا ہے۔ اور کبھی صحابہ کے عمل سے اور کبھی لغت وغیرہ سے۔ مثال کے طور پر: ''أَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ''، اور ''لِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا'' جیسی آیتوں پر بغیر تفصیلی بیان کے عمل کرنا ممکن نہیں ہے، اور یہ تفصیلی بیان نبی کریم ﷺ کی حدیث میں ملتا ہے۔

اس لیے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''صلوا كما رأيتموني أصلي''. (صحیح بخاری: ۶۳۱)

اور فرمایا: ''خذوا عني مناسككم''. (سنن نسائی: ۳۰۶۲)

ان سب موضوعات پر تفصیلی بحث کلام اور اسلوب کلام کے موضوع پر تفصیلی بحث کے ضمن میں تاویلات کے بیان میں مستقل طور پر آئے گی، ان شاء اللہ تعالی۔

یہ اصولی بحثیں احکام شریعت پر مشتمل کتاب وسنت کے ان اسالیب کلام سے منعطف ہیں جن میں احکام شریعت پر دلالت کے لیے مخصوص الفاظ ہوتے ہیں، جن کے مقابلے میں ان کے معانی ہوتے ہیں۔ اصولی اصطلاح میں اس طرح کے حکم اور معانی کو منطوق کہا جاتا ہے۔

اس کے برعکس اگر کسی اسلوب کلام سے کوئی ایسا معنی سمجھا جا رہا ہو جس کے مقابلہ میں کوئی مخصوص لفظ یا ظاہری عبارت نہ ہو، تو اسے سکوت یا مفہوم کہا جاتا ہے، جس کی بحث مستقل طور پر آگے آئے گی، ابھی ہم نص صریح وظاہر اور مجمل کے اصولی احکام بیان کریں گے۔ (ان شاء اللہ)

(جاری) □□

تعلیم وتربیت

مسلم خواتین اور فتنہ بے حجابی

مولانا نورالاسلام شفیع مدنی
استاد جامعہ امام ابن تیمیہ

اسلام میں کسی بالغ عورت کا اپنے پورے بدن کو حجاب (نقاب) یا جلباب (چادر) سے اس طرح چھپانا کہ اس کا پورا جسم یا زینت وآرائش اور جسمانی نشیب وفراز کسی بھی اجنبی (غیر محرم) شخص پر ظاہر نہ ہو واجبی امر ہے۔ کسی بھی بالغہ، رشیدہ ،آزاد وخود مختار مسلم خاتون کے لیے حجاب شرعی سے روگردانی کرکے بے حجابانہ گھر سے ضرورتاً یا بلا ضرورت نکلنا اور اپنے اعضائے بدن یا اپنی زیب وزینت وآرائش و جمال کی نمائش کرتے ہوئے کسی اجنبی فرد یا افراد کو دعوت نظارہ دینا اور خود کو اور دوسروں کو شرور وفتن میں مبتلا کرنا اور معاشرہ میں بے حیائی، بے غیرتی اور بے حجابی کے کلچر کو فروغ دینا اور اس سے منتج ہونے والی ہولناک برائیوں کے انتشار کا باعث بننا ناقابل قبول وناقابل برداشت ہی نہیں بلکہ قابل گرفت طرز عمل اور نہایت سنگین جرم ہے۔

بے پردگی کے اثرات فقط عورت کی ذات تک محدود نہیں رہتے بلکہ اس کے ناپاک چھینٹے پورے معاشرہ کو آلودہ کرتے ہیں۔ وہ خود تو فتنوں کا شکار ہوتی ہی ہے دیگر مرد وخواتین کو بھی فتنوں اور گناہوں میں ملوث کردیتی ہے۔ بے حجابی کے بطن سے بے حیائی، بے شرمی اور بے غیرتی جنم لیتی ہے جن صفات سیئہ سے متصف انسان دناءت ورذالت کی آخری منزل کو بھی عبور کرجاتا ہے اور وہ عفت وعصمت اور غیرت ومروءت سے بے نیاز ہوکر قعر مذلت میں جا گرتا ہے۔ اسی بنا پر اسلام نے مسلم خواتین کو پردہ کا واجبی حکم دیا ہے اور اس پر سختی کے ساتھ قائم ودائم رہنے کی سخت تاکید فرمائی ہے۔ کیونکہ خواتین اس کی نگاہ میں متاع گراں مایہ اور وہ قیمتی سرمایہ ہیں جس کی حفاظت ہر قیمت پر مطلوب ومقصود ہے۔ آیئے تھوڑی دیر رک کر یہ دیکھتے ہیں کہ اسلام نے انہیں کس بلندی پر متمکن اور کس مقام پر فائز کیا ہے؟

اسلام میں بنات حوا کا مقام:

تاریخ انسانی سے معمولی شغف رکھنے والا بھی یہ اچھی طرح جانتا ہے کہ اسلام سے قبل انسانی معاشروں میں عورت کی حالت نہایت دل خراش تھی۔ بعض قومیں انہیں زمرۂ انسانیت ہی سے خارج سمجھتی تھیں۔ کہیں ان کے وجود کو باعث ننگ وعار سمجھا جاتا تھا کہیں انہیں منبع فساد اور مصدر شر وخسران گردانا جاتا تھا کہیں سامان تجارت تو کہیں انہیں زہر ہلاہل سمجھا جاتا تھا۔ اس طرح کے افکار ونظریات کے حاملین کے درمیان عورتوں کی کیا عزت وقدر رہی ہوگی اس کا بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ علاوہ ازیں جب مشتہر اور قدرے متحضر قوموں کے درمیان بنات حوا کی ایسی ناگفتہ بہ حالت تھی تو

عرب کی ناخواندہ بستیوں میں اور غیر مہذب علاقوں کے مکینوں کے درمیان ان کی کیا حالت رہی ہوگی ؟ دراصل اسلام سے قبل لوگ عورتوں کی عزت وقدر سے بالکل ہی ناآشنا تھے،لہذاان کی حفاظت وصیانت کے تعلق سے بالکل بےحس وبےضمیر ثابت ہوئے تھے ،اور بے قدرشئ کی حفاظت کرتا بھی کون ہے؟جب قومیں انہیں ہیچ ، ناقابل التفات واہتمام اورمحض جنسی تسکین کاسامان سمجھتی تھیں توان سے ان کی قدرشناسی وعزت افزائی کی امید بھی کیسے کی جاسکتی تھی ۔البتہ اسلام نے اپنے نظام رحمت میں جہاں تمام انسانی طبقات پراپنی رحم وکرم کافیضان عام کیاوہاں معاشرہ کی نصف آبادی کوبھی عزت وعظمت کے جام شیریں سے آسودہ حال کیا۔ انہیں انسانی کرامت کے زیور سے آراستہ کرتے ہوئےفرمایا(وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيٓ ءَادَمَ)[الاسراء:70] ہم نے آدم کی تمام اولادکوعزت وشرف سے نوازاہے۔

اصل خلقت میں انہیں مردوں کے مساوی قراردیتے ہوئے فرمایا :(يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ٱتَّقُواْ رَبَّكُمُ ٱلَّذِى خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَٰحِدَةٍ)[النساء:1]اے دنیاوالو! اپنے اس رب سے ڈروجس نے تم سب کوایک ہی نفس سے پیداکیاہے ۔اورایک جگہ ارشادفرمایا:(يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَٰكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ)[الحجرات:13] اے دنیا والو!ہم نے تم سب کی تخلیق ایک ہی مرد وعورت سے کیاہے ۔اورعام دنیوی حقوق میں خواتین کو مردوں کے برابرقرار دیتے ہوئے فرمایا :(وَلَهُنَّ مِثْلُ ٱلَّذِى عَلَيْهِنَّ بِٱلْمَعْرُوفِ)[البقرۃ :228] اور دینی فرائض واعمال اور آخرت کے ثواب وعقاب میں دونوں کو یکساں قرار دیتے ہوئے فرمایا:(مَنْ عَمِلَ صَٰلِحًا مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُۥ حَيَوٰةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُم بِأَحْسَنِ مَا كَانُواْ يَعْمَلُونَ) [النحل:97] مختصر یہ کہ اسلام نے خواتین کو وہ عزت وشرف اورعظمت ومقام عطاکیاہے جس کی وجہ سے وہ بیشتر میادین ومجالات میں مردوں کی ہمسری کرتی ہوئی نظرآتی ہیں ۔ان کی کرامت کاتحفظ کیاگیاہے ۔انہیں مختلف حیثیات عطاکر کے ہرایک حیثیت میں انہیں وقاروااعتبار کی سند عالی سے نوازاگیاہے ۔عورت ماں ہو یابیٹی ،بیوی ہو یابہن ان تمام حیثیتوں میں وہ معزز ومکرم ہےاورسب کے اعتبار سے اس کے حقوق متعین ہیں ۔بلکہ مسلمان خاتون جس بلندی پر متمکن ہے اس کا سرسری طور پر اندازہ نہیں لگایا جاسکتا ہے ۔ان کے شرف و جاہ کی رعایت اوران کی حفاظت وصیانت کی خاطر ہی اسلام نے پردہ کاواجبی حکم دیاہے ۔اورجوشئ جتنی قیمتی ہوتی ہے اس کی حفاظت کااتناہی سخت بندوبست اور اتناہی شدیداہتمام وانتظام کیاجاتاہے ۔عام لوگوں کوسیکوریٹی فراہم نہیں کی جاتی مگر وی آئی پی شخصیات اور صاحب منصب واقتدارکوحسب مراتب سیکوریٹی فراہم کی جاتی ہے ۔ چونکہ اسلام نےخواتین کوغیرمعمولی عزت ومرتبت سےنوازاہے لہذا حجاب و جلباب کے ذریعے ان کی حفاظت ورعایت کا زبردست بندوبست بھی کیاہے ۔آئیے دیکھتے ہیں کہ خواتین کی حفاظت وصیانت میں اسلامی پردہ کتناموثر کرداراداکرتاہے ۔

شرعی حجاب خواتین کی عزت وعظمت کا محافظ:

حجاب کا لغوی معنی پردہ، آڑ اور رکاوٹ ہے، گارڈ اور دربان کو" حاجب" کہا جاتا ہے کیونکہ وہ اس مقام ومکان کی حفاظت کرتا ہے اور اس تک غیر کی رسائی کو ناممکن بناتا ہے جس کی حفاظت کے لئے مامور ہوتا ہے۔ابرو کو بھی حاجب کہتے ہیں کیونکہ وہ سورج کی شعاؤں سے آنکھ کی حفاظت کرتی ہے۔قرآن کریم میں آٹھ جگہ حجاب کا ذکر آیا ہے اور ہر ایک جگہ رکاوٹ، حائل اور حاجز کے معنی میں مستعمل ہے۔ شریعت میں حجاب سے مراد وہ وسیع کپڑا اور لباس ہے جو عورت کے پورے بدن کو ڈھانپ لے اور اس کے جسم کے کسی حصے کو یا زیب وزینت کو ظاہر نہ ہونے دے۔اسلام کی نگاہ میں عورت کے لئے سب سے موثر حجاب اور سب سے محفوظ پناہ گاہ اس کا گھر ہے،لہذا اس کو بلا ضرورت اپنے گھر سے باہر نہیں نکلنا چاہئے۔اللہ تعالی کا فرمان ہے:(وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى) [الاحزاب:33] یعنی عورتیں اپنے گھروں میں ہی موجود رہا کریں، باہر نکل کر جاہلیت اولی جیسی بے پردگی کا اظہار اور حسن وجمال کی نمائش نہ کریں۔اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے گھر سے نکلنے کے خطرات کو بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے: "المرأة عورة، وإنها إذا خرجت من بيتها استشرفها الشيطان، وإنها لا تكون أقرب إلى الله منها في قعر بيتها" یعنی عورت سراپا پردہ ہے اور اس کا گھر اس کے لئے سب سے محفوظ جائے پناہ ہے، چنانچہ جب وہ اپنے گھر سے نکلتی ہے تو شیاطین جن وانس اس کی تاک میں لگ جاتے ہیں، اسے بہکاتے، ورغلاتے پھر اپنا شکار بناتے ہیں۔اور وہ اپنے گھر کے سب سے اندرونی حصہ میں رہ کر ہی سب سے زیادہ اللہ تعالی سے قریب ہوسکتی ہے۔ [صحیح الترغیب للالبانی:344] البتہ اگر وہ شدید ضرورت کے تحت گھر سے باہر نکلے تو باحجاب ہوکر نکلے تاکہ کوئی اس کی شخصیت سے آگاہ نہ ہوسکے اور نہ اس کے حسن وجمال کا اندازہ لگایا جاسکے۔اس طرح وہ لوگوں کی ناپاک نگاہوں سے اور مریضان قلوب واذہان کی ایذارسانیوں سے محفوظ رہ سکے گی۔ اللہ تعالی کا فرمان عالی شان ہے:(يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَابِيبِهِنَّ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَن يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا)[الاحزاب:59] اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور خواتین ملت سے کہیں کہ وہ باہر نکلتے ہوئے اپنے اوپر چادروں کا ایک حصہ ڈال لیا کریں۔اس طرح انہیں پہچان لئے جانے کا بہت کم احتمال ہوگا اور وہ ایذارسانی سے محفوظ رہ سکیں گی۔ اور ایک جگہ پردہ کا حکم اور اس کی افادیت بیان کرتے ہوئے فرمایا گیا: ﴿وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِن وَرَاءِ حِجَابٍ ۚ ذَٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ ۚ﴾[الاحزاب:53] اور جب تم ان (ازواج مطہرات) سے کوئی بھی چیز مانگو تو پردے کے آڑ سے مانگو، یہ تمہارے اور ان کے دلوں کی پاکی کا سب سے مستحکم طریقہ ہے۔اس آیت میں پردہ کو دلوں کی طہارت وپاکیزگی کا اہم ذریعہ بتایا گیا ہے۔آج اگر کوئی عورت

اپنے سماج ومعاشرہ کی پچانوے فیصد عورتوں کے عمل کے برخلاف پردے کا غایت اہتمام کرتی ہے تو یہ اس کی باطنی طہارت و دل کی پاکیزگی کے علاوہ اسلامی شریعت پر اس کی فریفتگی کو بھی بیاں کرتا ہے ۔ اور جن کے قلوب پاک ہوجائیں ان کی عزت وعصمت پر کوئی آنچ نہیں آسکتی ہے ۔ہجرت کے چوتھے یا پانچویں سال اللہ تعالی نے حجاب کو فرض قرار دیا اور احکام حجاب کے نزول کے بعد تمام صحابیات نے ادنی پس وپیش کے بغیر پردہ کو حرز جاں بنالیا تھا ۔ وہ افضل قرون میں افاضلین امت کے درمیان اور تاریخ انسانی کے سب سے پاکیزہ نفوس کے بیچ پورے جسم کا پردہ کیا کرتی تھیں ،حتی کہ عبادتوں کے دوران بھی اسے فراموش نہیں کرتی تھیں ۔مسجد آتے جاتے ،عید گاہوں میں اور فریضہ حج کی ادائیگی کے دوران بھی مردوں سے پردہ کیا کرتی تھیں ۔مگر آج کی خواتین فتنوں اور خطرات کے اس دور میں بازاروں ، پارکوں ،تفریح گاہوں اور چھوٹے بڑے اسفار اور حساس وغیر محفوظ مقامات میں بھی باحجاب رہنا نہیں چاہتیں ۔قتل واغوا، چھیڑ چھاڑ ،اور جبری زنا وغیرہ کے سیکڑوں واقعات روزانہ سماع ومشاہدہ میں آرہے ہیں مگر مسلم خواتین پر اس کا کچھ اثر نہیں ہورہا ہے ۔بے حجابی کے مہلک اثرات معاشرہ کو تہہ وبالا کررہے ہیں ۔عصمتیں لوٹی جارہی ہیں ۔ عزتیں نیلام ہورہی ہیں ۔ ہر ایک بالشت ،ہر ایک قدم اور ہر ایک موڑ پر عصمتوں کے لٹیرے حبائل وشباک کے ساتھ گھات لگائے بیٹھے ہوئے ہیں ۔ نظارۂ حسن کے شوقین اور نقوش جوانی کے مشاہدین کا تو شمار وشناخت بھی ممکن نہیں ہے ۔عمر کے فرق کے بغیر بوڑھے ، جوان حتی کہ بچے بھی راستوں پر نگاہیں گاڑے اور ٹکٹکی لگائے کسی پیکر حسن وجمال کے دیدار کے لئے محو انتظار ہوتے ہیں ۔ایسے پرآشوب دور میں بے حجابی کی فتنہ خیزیوں سے مسلم بچے اور بچیوں کو بچانا افراد ملت کی مشترکہ ذمہ داری ہے ۔

فتنہ بے حجابی:

پاکیزہ معاشرہ اور صحت مند سوسائٹی کی تشکیل کی غرض سے اور دنیوی امور کی مناسب انجام دہی کے تعلق سے اسلام نے مردوں اور عورتوں کے درمیان ذمہ داریوں کی جو تقسیم کیا ہے وہ نہایت عادلانہ ومنصفانہ تقسیم ہے ۔بیشتر ذمہ داریاں تو مشترکہ ہیں ، جہاں فرق ہے وہاں دونوں جنسوں کی فطرت وطبیعت ،ان کی عقلی وجسمانی قوت اور خود ان کی اور سماج ومعاشرہ کی مصلحت وضرورت کو پیش نظر رکھ کر کرداروں کا تعین کیا گیا ہے ۔ بالعموم مردوں کو خارجی اور عورتوں کو داخلی امور کی ذمہ داریاں سونپی گئی ہیں ۔لیکن آج مختلف میادین حیات میں انسانی جماعتوں نے فطرت کے خلاف جنگ چھیڑ رکھا ہے ۔ پہلے مغرب کی بے لگام آزادی نے اہل مغرب کو فطرت سے لڑنے اور دین واخلاق پر حملہ آور ہونے کا موقع فراہم کیا ۔ پھر استعماری قوتوں کے ذریعے اس مرض خطیر کے جراثیم کو پورے عالم انسانیت میں پھیلایا گیا اور ہم آج اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ مسلم بچے اور بچیاں بھی فطرت وشریعت کے خلاف محاذ آرائی پر پوری طرح کمربستہ ہیں اور اہل مغرب کے ناپاک دسترخوان کے خوشہ چیں بن کر ان کے چبائے ہوئے نوالے سے بصد شوق ورغبت شغل

فرمارہے ہیں ۔مسلم لڑکیاں پوری ڈھٹائی اور بے حیائی کے ساتھ بے حجابی کا مظاہرہ کرکے دامن دین کو تارتار اور ملت اسلامیہ کو شرم سار کررہی ہیں ۔ آیئے لگے ہاتھوں سماج ومعاشرہ پر بالعموم اور نوجوان نسل پر بالخصوص ظاہر ہونے والے فتنہ بے حجابی کے تباہ کن اثرات کا جائزہ لیتے ہیں ۔

۱۔ بے حجابی اللہ اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی شدید نافرمانی ہے اور ان آیات واحادیث کا عملی انکار ہے جن میں خواتین اسلام کو پردہ کرنے کا اور غض بصر کا حکم دیا گیا ہے ۔

۲۔ بے حجابی موجب لعنت ، باری تعالی کی رحمت سے محرومی اور دخول جہنم کا باعث ہے ۔ نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: ” میری امت کی دو جماعتیں جہنمی ہوں گی ، ایک وہ جن کے ہاتھوں میں گائے کی دموں کی طرح کوڑے ہوں گے جن سے وہ لوگوں کو مارتے ہوں گے ۔ دوسری وہ عورتیں جو لباس پہن کر بھی بے لباس ہوں گی ، جو مائل کرنے والی اور مائل ہونے والی ہوں گی ۔ان کے سروں پر اونٹ کی کوہانوں کی طرح بالوں کا اسٹائل ہوگا ۔وہ نہ جنت میں داخل ہوں گی اور نہ اس کی خوشبو پاسکیں گی [صحیح مسلم: 228] اور ایک حدیث میں ہے کہ جو عورت عطر لگا کر لوگوں کے پاس سے گزرے تاکہ لوگ اس کی خوشبو محسوس کریں تو وہ زانیہ ہے ۔[سنن النسائی :5129 وحسنہ الالبانی] صرف عطر لگا کر نکلنا اتنا بڑا جرم ہے تو پورے بناؤ سنگھار کے ساتھ برہنہ یا نصف برہنہ ہوکر نکلنا کتنا بڑا اور کتنا سنگین جرم ہے؟

۳ ۔ بے حجابی ابلیسی عمل ہے ۔آدم وحوا علیہما السلام کے قصے میں آیا ہے کہ ابلیس نے انہیں بے پردہ اور برہنہ کرنے کی پوری کوشش کی تھی ، اللہ تعالی کا فرمان عالی ہے (يَٰبَنِيٓ ءَادَمَ لَا يَفۡتِنَنَّكُمُ ٱلشَّيۡطَٰنُ كَمَآ أَخۡرَجَ أَبَوَيۡكُم مِّنَ ٱلۡجَنَّةِ يَنزِعُ عَنۡهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوۡءَٰتِهِمَآ) [الاعراف :27] اے آدم کے بیٹو ! شیطان تمہیں اس طرح فتنے سے دو چار نہ کردے جس طرح وہ تمہارے ماں باپ کو دو چار کرکے جنت سے انہیں نکلوایا ، وہ ان دونوں کو بے لباس کرکے انہیں برہنہ کردینا چاہتا تھا ۔

۴۔ بے حجابی بے حیائی کو جنم دیتی ہے اور حیا ایمان کا حصہ ہے ۔حیا کے رخصت ہونے کے ساتھ ایمان کا ایک حصہ رخصت ہوجاتا ہے ، گویا بے حجابی نقصان ایمان کا باعث ہے ۔

۵۔ بے حجاب عورت بے حیا اور بے غیرت کہلاتی ہے ۔حجاب ترک کرکے وہ خود لوگوں کو نظارۂ حسن کی دعوت عام دیتی ہے ، کوئی بھی ادنی واعلی اور جوان وبوڑھا اس کے حسن وجوانی کا مشاہدہ کرکے محظوظ ہوسکتا ہے ۔

۶۔ جب کوئی عورت اپنے حسن وجمال اور آرائش وزیبائش کی نمائش کرتے ہوئے گھر سے نکلتی ہے تو اس کو آوارہ کہا جاتا ہے ۔ وہ اپنے حسن وجمال سے لوگوں کو محظوظ ہونے کا موقع فراہم کرتی ہے اور خود وہ لوگوں کی پر اشتیاق نگاہوں کی حدت وشدت سے محظوظ ہوتی ہے ، اس کو شریعت نے نگاہ کا زنا قرار دیا ہے جو کہ حقیقی زنا کا پیش خیمہ ہوتا ہے ۔

۷۔ اللہ تعالی نے مرد وعورت کے اندر اتنا طاقت ور شہوانی جذبہ رکھا ہے کہ گوشہ تنہائی میں بھی بہت سے لوگ اس پر قابو نہیں رکھ پاتے ہیں ، اور اگر ان کے سامنے مزین ومبرہن حسن وجوانی موجود ہو تو ان کے لئے اپنے جذبات پر

قابو پانا کتنا دشوار امر ہوسکتا ہے؟

۸۔ بے حجابی اختلاط، عشق ومعاشقہ اور اجنبی مردوں سے ناجائز تعلقات قائم کرنے پر آمادہ کرتی ہے اور اس کی وجہ سے نگاہ کا زنا عام اور سہل ہوجاتا ہے، نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا ہے: "فالعينان زناهما النظر" [صحیح مسلم:7562]

۹۔ عورتوں کی بے حجابی سے گھر کا ماحول پراگندہ رہتا ہے۔ غیرت مند والدین ایسی بچیوں کی حرکات سے سخت نالاں رہتے ہیں اور گھٹ گھٹ کر جیتے ہیں۔ عار اور شرمندگی کے بوجھ تلے دبے ہوئے سسکتے رہتے ہیں اور کئی مہلک بیماریوں کا شکار ہوجاتے ہیں۔ ایسی عورتوں کے شوہر طرح طرح کے شکوک وشبہات میں مبتلا رہتے ہیں اور اکثر ان کے درمیان جنگ برپا رہتی ہے اور کبھی کبھی یہ جنگ طلاق وخلع پر جا کر ختم ہوتی ہے۔

۱۰۔ حجاب ونقاب سے الرجک لڑکیاں اتنی بے غیرت اور خود سر وخود پسند ہو چکی ہیں کہ وہ نہ اپنی نسوانیت کا، نہ دین وشریعت کا، نہ خاندان کی عزت کا اور نہ اعزا واقربا کی ناراضگی کا کچھ خیال کرتی ہیں، نہ والدین اور نہ بھائیوں اور بہنوں کے بارے میں کچھ سوچتی ہیں۔ نہ ان کے گھر آنے کا کوئی وقت ہوتا ہے اور نہ جانے کا۔ گھر والوں کی سختی پر فرار ہونے کی دھمکیاں دیتی ہیں۔ آج والدین کو ہی ان کی ناز برداری کرنی پڑ رہی ہے۔ مائیں ان کی خدمت ودل جوئی کر رہی ہیں۔ قیامت کی یہ اہم نشانی " أن تلد الأمة ربتها" یعنی مائیں جنیں گی اپنی مالکن کو پوری طرح آشکارا ہو چکی ہے۔ آج کی لڑکیاں اپنی ماؤں کی مالکن اور مائیں ان کی خادمات ہیں۔

۱۱۔ بے پردہ خواتین دوسری مسلم خواتین کے لیے دردسر بنی ہوئی ہیں۔ ان کی بے حجابی کی وجہ سے عام بچیوں میں اس وبا کے جراثیم تیزی کے ساتھ سرایت کر رہے ہیں۔ بے حجاب مسلم خواتین کی وجہ سے باحجاب مسلم خواتین کا جینا دوبھر ہوتا جارہا ہے۔ باحجاب خواتین نوکریوں سے نکالی جارہی ہیں۔ تعلیم گاہوں میں ان کا داخلہ مشکل ہو رہا ہے۔ ہر جگہ شک وارتیاب کی نگاہ سے دیکھی جارہی ہیں۔ انہیں طرح طرح کی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ بیشتر مسلم خواتین کی بے حجابی کو دیکھ کر غیر مسلم حضرات یہ سمجھنے لگے ہیں کہ حجاب کوئی ضروری شئی نہیں ہے، چند عورتیں حجاب پہن کر قدامت پسندی کا ثبوت دیتی ہیں اور جان بوجھ کر ڈسپلین شکنی کی مرتکب ہوتی ہیں۔

۱۲۔ بے حجابی عورتوں کو اخلاق باختہ اور دین بے زار بنارہی ہے۔ وہ دن رات اپنی ذات، اپنی ضروریات اور جائز وناجائز خواہشات کی تکمیل کے لئے ہی سرگرداں نظر آتی ہیں۔ بقیہ اوقات کو دوست واحباب کے ساتھ مکالمہ اور چیٹنگ میں صرف کر دیتی ہیں۔ رشتوں کا پاس ولحاظ تو بھول ہی چکی ہیں، وہ دینی غیرت اور اسلامی حمیت کے اثرات سے بھی دور ہوتی جارہی ہیں اور قومی وملی تشخص کو درکنار کرتے ہوئے فکری آوارگی کا شکار ہو کر مشرکوں اور دین کے دشمنوں کے ساتھ ذہنی وجسمانی تعلقات استوار کر رہی ہیں اور فکری، عملی اور عقدی ارتداد کے راستوں پر سرپٹ دوڑ رہی ہیں۔ حالات نہایت سنگین ہو چکے ہیں۔ ملت کو پہلے ہی سے سخت ترین مسائل کا سامنا ہے اور آج کی بے حجاب وبے لگام لڑکیاں ان میں اور اضافہ کر رہی ہیں۔ اللہ تعالی ملت پر فضل خاص فرمائے اور ہماری خواتین کے دلوں میں شعائر اسلام کی محبت پیدا کردے۔ □□

روداد چمن

جامعہ کے شب و روز

سعودی نیشنل ڈے کی مناسبت سے سعودی سفارت خانہ، دہلی میں منعقد پروگرام میں جامعہ سلفیہ بنارس کے وفد کی شرکت:

سعودی سفیر عزت مآب یثیم بن حسن مالکی حفظہ اللہ نے سعودی نیشنل ڈے کے موقع پر بذریعہ دعوت نامہ محترم ناظم اعلیٰ فضیلۃ الشیخ عبداللہ سعود صاحب سلفی حفظہ اللہ وتولاہ اور فضیلۃ الدکتور عبدالصبور ابوبکر صاحب مدنی حفظہ اللہ (نائب شیخ الجامعہ) کو سعودی سفارت خانہ دہلی میں منعقد پروگرام میں مدعو کیا، پروگرام میں شرکت کے لئے دونوں (محترم ناظم اعلیٰ صاحب اور نائب شیخ الجامعہ حفظہما اللہ) نے 23 ستمبر 2026 بروز بدھ بعد نماز فجر دہلی کا سفر کیا، اور سات بجے شام سعودی سفارت خانہ پہونچے۔

سعودی سفارت خانہ میں مہمانان گرامی کا پرجوش استقبال ہوا، جامعہ کے وفد نے سعودی سفیر سے ملاقات کی اور سفیر اور سعودی حکومت کو اپنے اور جامعہ کے جملہ اراکین واساتذۂ کرام حفظہم کی طرف سے قومی دن کی مبارکباد پیش کرتے ہوئے ملک کے حق میں امن وامان اور دوام واستحکام کی دعائیں دیں۔

اس پروگرام میں ملک کے نامور وممتاز اہل علم وفن اور دیگر نمایاں وسربرآوردہ شخصیات سے ملاقات ہوئی۔ پرتکلف عشائیہ کے بعد مجلس برخاست ہوئی۔

24 ستمبر 2026م، بروز جمعرات جماعت کے ممتاز و قدآور عالم دین فضیلۃ الشیخ صلاح الدین مقبول احمد صاحب سلفی مدنی حفظہ اللہ سے شاہین باغ میں واقع ان کی آفس میں مختصر ملاقات ہوئی، علیک سلیک اور خیر خیریت کے بعد جامعہ و جماعت اور تعلیم وتربیت پر سرسری گفتگو ہوئی۔ پھر جناب شہاب الدین صاحب کے ہمراہ انڈسٹریل ایریا ٹیکنیکل سٹی میں ایک پریس (چھاپہ خانہ) کی زیارت کی، جہاں کتب ورسائل کی طباعت سے متعلق گفت و شنید ہوئی اور شام سات بجے کی فلائٹ سے بنارس واپسی ہوئی۔

فضیلۃ الدکتور عبدالصبور ابو بکر مدنی حفظہ اللہ" مجمع خادم الحرمین الشریفین الملک سلمان بن عبد العزیز آل سعود للحدیث النبوی الشریف" کی علمی مجلس کے رکن منتخب:

جامعہ سلفیہ، بنارس کے نائب شیخ الجامعہ اور استادِ حدیث ڈاکٹر عبدالصبور ابو بکر مدنی حفظہ اللہ کو" مجمع خادم الحرمین الشریفین الملک سلمان بن عبد العزیز آل سعود للحدیث النبوی الشریف" کی علمی مجلس کا رکن منتخب کیا گیا ہے۔ جامعہ سلفیہ بنارس کے محترم ناظم اعلیٰ فضیلۃ الشیخ عبداللہ سعود صاحب سلفی حفظہ اللہ و تولاہ اور جملہ اراکین و اساتذۂ کرام اور منسوبین نے ڈاکٹر عبدالصبور ابو بکر مدنی کے اس انتخاب پر مسرت و شادمانی کا اظہار کرتے ہوئے انہیں مبارک باد پیش کی ہے اور اسے ان کی علمی وتحقیقی خدمات کا اعزاز قرار دیا ہے۔

ڈاکٹر عبدالصبور ابو بکر مدنی حفظہ اللہ علومِ حدیث کے متخصص اور جامعہ سلفیہ بنارس میں تدریس وتحقیق سے وابستہ ہیں۔ انہوں نے جامعہ سلفیہ بنارس سے فراغت کے بعد عالم اسلام کی معروف ومقبول یونیورسٹی" جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ" سے علومِ حدیث میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری ممتاز نمبر سے حاصل کی ہے اور حدیثِ نبوی وعلومِ حدیث کے مختلف موضوعات پر متعدد علمی وتحقیقی خدمات انجام دی ہیں۔

مسرت کے اس موقع پر جماعت کے متعدد علمی و دینی شخصیات نے بھی ڈاکٹر عبدالصبور ابو بکر مدنی کو مبارک باد پیش

کی ہے اور ان کے لیے نیک خواہشات کا اظہار کرتے ہوئے اس علمی ذمہ داری کی ادائیگی میں کامیابی اور مزید توفیق کے لیے دعائیں کی ہیں۔

جامعہ سلفیہ بنارس کے ناظمِ اعلیٰ فضیلۃ الشیخ عبداللہ سعود صاحب سلفی حفظہ اللہ و تولاہ نے امید ظاہر کی ہے کہ ڈاکٹر عبدالصبور ابو بکر مدنی اپنی علمی صلاحیتوں اور تحقیقی تجربات کو بروئے کار لاتے ہوئے "مجمع خادم الحرمین الشریفین الملک سلمان بن عبدالعزیز آل سعود للحدیث النبوی الشریف" کی مجلسِ علمی میں حدیثِ نبوی کی خدمت اور علوم حدیث کے فروغ میں مؤثر کردار ادا کریں گے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر عبدالصبور ابو بکر مدنی حفظہ اللہ کو اس علمی ذمہ داری کو احسن طریقے سے ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کی علمی و تحقیقی خدمات کو شرفِ قبولیت بخشے۔

برنامج إتقان کا پہلا پروگرام

"برنامج إتقان لتنمیۃ المہارات العلمیۃ والثقافیۃ" کا پہلا پروگرام 30 اپریل 2026م، جمعرات کے دن، نمازِ عشاء کے بعد جامعہ کے پرشکوہ و عالیشان مسجد میں بعنوان: "حج کے جدید مسائل و عملی تطبیق" زیر صدارت فضیلۃ الشیخ اسعد اعظمی صاحب حفظہ اللہ منعقد ہوا۔ تفصیل حسب ذیل ہے:

پروگرام کا آغاز عالمیت سال دوم کے طالب علم وحید الرحمن بن ظہیر الدین کی تلاوت قرآن سے ہوا۔ پھر کلیۃ الشریعۃ سال اخیر کے طالب علم منیر ظفر بن ظفر الدین نے حج کے مراحل و مناسک پر مشتمل چند اشعار بہترین آواز و انداز میں ترنم کے ساتھ سنایا، اس کے بعد عالمیت سالِ اخیر کے طالب علم عبدالرحمن عزیز الرحمن نے سات اہم مسائل پر مشتمل ایک جامع اور عمدہ مقالہ بعنوان: "حج کے جدید فقہی مسائل: ایک تحقیقی جائزہ" پیش کیا، موصوف نے اپنے مقالہ میں عمدہ انداز میں حج سے متعلق درج ذیل سات فقہی مسائل کو دلائل کی روشنی میں بیان کیا:

(1) حج و عمرہ کے لئے خواتین کا ہوائی جہاز کے ذریعہ تنہا سفر کرنا۔
(2) میقات سے پہلے ایئر پورٹ پر احرام باندھنا۔
(3) ایئر پورٹ پر احرام باندھ کر دو رکعت نفل نماز پڑھنا۔
(4) احرام کی حالت میں چھتری کا استعمال کرنا۔
(5) اجتماعی تلبیہ کہنا۔
(6) حالتِ احرام میں جرابوں اور دستانوں کا استعمال کرنا۔
(7) محرم کا ہمیان، بیلٹ، گھڑی، چشمہ وغیرہ پہننا۔

بعد ازاں دس طلبہ نے مل کر حج و عمرہ کی عملی تطبیق پیش کیں، پانچ طلبہ نے عمرہ کا طریقہ عملی صورت میں جب کہ پانچ نے مناسک حج کو پریکٹیکل صورت میں بتایا، اس عملی تطبیق کی ترتیب و تیاری میں ناظم پروگرام شرجیل امام بن انعام الحق (کلیۃ الشریعۃ فائنل ایئر) کا نمایاں کردار رہا۔

اخیر میں صدر پروگرام فضیلۃ الشیخ اسعد صاحب اعظمی حفظہ اللہ نے صدارتی خطاب پیش فرمایا، صدارتی خطاب میں آپ نے ناظم پروگرام، ندوۃ الطلبہ کے اراکین، اور تمام طلبہ حاضرین بطورِ خاص پروگرام میں حصہ لینے والے طلبہ کی تعریف و تحسین اور حوصلہ افزائی کی اور حج سے متعلق درج ذیل امور کی طرف توجہ دلائی:

(1) منی و مزدلفہ اور عرفات میں نماز باجماعت ادا کی جائے گی۔
(2) طوافِ وداع کا مسئلہ بیان کرتے ہوئے بتایا کہ منی سے ڈائریکٹ ہوٹل (قیام گاہ) جانا چاہیے، پھر ہوٹل سے طوافِ وداع کے لئے کعبہ جانا چاہیے، طوافِ وداع کے لئے منی سے ڈائریکٹ کعبہ نہیں جانا چاہیے۔
(3) مقام إبراہیم اور آب زمزم کی مختصر مگر جامع تاریخ بیان کی۔

اس کے بعد صدر مجلس نے اللہ تعالیٰ کا پھر طلبہ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے طلبہ کے حق میں تشجیعی و دعائیہ کلمات پر اپنی گفتگو ختم کی۔

نظامت کا فریضہ کلیۃ الشریعۃ فائنل ایئر کے ممتاز طالب علم شرجیل امام بن انعام الحق نے بحسن وخوبی انجام دیا۔

برنامج إتقان کا دوسرا پروگرام

"برنامج إتقان لتنمية المهارات العلمية والثقافية" کا دوسرا پروگرام 14 مئی 2026م، بروز جمعرات، بعد نمازِ عشاء "قاعۃ المحاضرات" میں بعنوان: "حدیثِ افتراقِ امت اور اہل حدیث کا صحیح مصداق" زیر صدارت فضیلۃ الشیخ طاہر حسین صاحب سلفی حفظہ اللہ منعقد ہوا۔ تفصیل حسب ذیل ہے:

پروگرام کا آغاز عالمیت سال دوم کے طالب علم ایوب کتری عبدالرشید کی تلاوت قرآن سے ہوا۔ پھر کلیۃ الحدیث سال اخیر کے طالب علم صفی الرحمن بن عزیز الرحمن نے ایک علمی و تحقیقی تقریر بعنوان: "حدیثِ افتراقِ امت" بہترین انداز میں پیش کیا، موصوف نے اپنی تقریر میں حدیث "افترقتِ اليهودُ على إحدى وسبعين فرقة، وافترقتِ النصارى على اثنتين وسبعين فرقة، وستفترقُ أمتي على ثلاث وسبعين فرقة، كلُّها في النار إلا واحدة" قيل: من هي يا رسول الله؟ قال: " ما أنا عليه وأصحابي" ، ورُوي بلفظ: "هي الجماعة" کی تخریج وتحقیق کرتے ہوئے اس کی تشریح درج ذیل نکات کی روشنی میں پیش کی۔

(1) حدیث میں "اُمتی" سے کیا مراد ہے؟
(2) "کلھا فی النار إلا واحدۃ" کا صحیح معنی ومفہوم کیا ہے؟
(3) تہتر فرقوں کی حقیقت کیا ہے؟
(4) "ما أنا علیہ وأصحابی" کے اصل مصداق کون ہیں؟

اس کے بعد کلیۃ الحدیث سال اول کے طالب علم محمد عیاض وکیل احمد نے ایک وقیع مقالہ بعنوان: "کیا جماعت اہل حدیث ہی فرقہ ناجیہ ہے؟" متانت وسنجیدگی اور علمی وقار کے ساتھ پیش کیا۔ مقالہ ایک تمہید، تین مباحث اور خاتمہ پر مشتمل تھا، تفصیل حسب ذیل ہے:

(الف) تمہید: اہل حدیث کا معنی ومفہوم۔
(ب) مبحث اول: طائفہ منصورہ کا معنی ومفہوم۔
(ج) مبحث دوم: طائفہ منصورہ کی تعیین سلف صالحین اور ائمہ متقدمین کے اقوال کی روشنی میں۔
(د) مبحث سوم: طائفہ منصورہ کے اوصاف اور ان اوصاف سے اہل حدیث کا متصف ہونا۔
(ھ) خاتمہ: مقالہ کا خلاصہ۔

اس کے بعد پروگرام کا اہم حصہ "سوال وجواب" کا سلسلہ شروع ہوا، جس میں مرحلہ ثانویہ کے طلبہ سے ایک سوال اور مرحلہ عالمیت ومرحلہ کلیۃ کے طلبہ سے دو دو سوالات کئے گئے، ماشاء اللہ طلبہ نے صحیح جواب دینے کی اچھی کوشش کی. فالحمد للہ علی ذلک۔

اس کے بعد صدر مجلس فضیلۃ الشیخ طاہر حسین صاحب سلفی حفظہ اللہ نے صدارتی خطاب پیش کیا، صدارتی خطاب میں انہوں نے طلبہ کو قیمتی پند ونصائح اور مفید مشورہ دیتے ہوئے درج ذیل نکات پر روشنی ڈالی:

(1) شریعت اسلامیہ میں اختلاف اور فرقہ واریت کی سخت ممانعت ہے۔
(2) حدیث: "اِختلاف اُمتی رحمۃ" انتہائی درجہ کی ضعیف حدیث ہے۔
(3) اسماء وصفات کے باب میں اصل صفات ہیں۔
(4) ضلالت وگمراہی کے اسباب میں ایک سبب فہمِ سلف سے اعراض اور اور محض اپنی رائے سے قرآن وحدیث کی تفسیر وتشریح کرنا ہے۔

(5) دنیا میں جتنے بھی مختلف فیہ مسائل ہیں سب کا حل کتاب وسنت میں موجود ہے۔

(6) حدیث: " لاتزال طائفة من أمتي ظاهرين على الحق" کی جامع تشریح۔

(7) حدیث رسول میں افتراق امت کی صرف خبر دی گئی ہے، نہ کہ اختلاف وانتشار کا حکم۔

پروگرام کے اخیر میں" برنامج اِتقان" کے پہلے اور دوسرے پروگرام میں حصہ لینے والے طلبہ کے درمیان صدر مجلس کے ہاتھوں انعامات کی تقسیم عمل میں آئی۔

نظامت کا فریضہ..... نے بحسن وخوبی انجام دیا۔

جامعہ سلفیہ بنارس میں ششماہی امتحان بحسن وخوبی اختتام پذیر:

جامعہ سلفیہ بنارس میں طلبہ کو پڑھنے لکھنے اور مطالعہ کرنے کی ترغیب دینے، پڑھے ہوئے اسباق کو ازبر کرنے اور محنت کا عادی بنانے، اور ان (طلبہ) کی تعلیمی استعداد و قابلیت کا جائزہ لینے، جامعہ کے تعلیمی نظام کو مستحکم اور مضبوط رکھنے کے لیے سال میں ششماہی اور سالانہ دو امتحانات کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ جامعہ کے ضابطۂ کے مطابق زیرِ تعلیم طلبہ کے لیے اونچی جماعت میں ترقی کے لیے دونوں امتحانات میں شرکت کرنا اور پاس نمبر حاصل کرنا ضروری ہے۔

رواں تعلیمی سال:2026-2027ء کا ششماہی امتحان 17 اگست 2026ء، بروز سوموار تا 30 اگست 2026ء، بروز اتوار نہایت سکون واطمینان اور حسنِ انتظام کے ساتھ منعقد ہوا۔ کل ۱۱۳۱/ طلبہ نے ششماہی امتحان میں شرکت کی۔ طلبہ کی کثرت تعداد کے پیشِ نظر امتحانی کمیٹی نے امتحان کو دو نشستوں میں منعقد کرنے کا فیصلہ کیا تا کہ امتحان خوش اسلوبی اور نظم وضبط کے ساتھ ہو۔

پہلی نشست: صبح ۷:۱۵ بجے تا ۹:۱۵ بجے۔

دوسری نشست: صبح ۱۰:۱۵ بجے تا ۱۲:۴۵ بجے۔

واضح رہے کہ طلبہ کی سہولت وآسانی اور امتحان کو بہتر سے بہتر طریقے سے کامیاب بنانے کے لیے جامعہ کے درج ذیل چار مقامات پر امتحان لئے گئے:

۱۔مسجد ۲۔مسجد کے نیچے ہال

۳۔قاعۃ المحاضرات ۴۔دارالحدیث

ان تمام امتحان گاہوں پر امتحانی عمل کی نگرانی کے لیے اساتذۂ کرام کے کل آٹھ گروپس تشکیل دیے گئے۔ جن کے اشراف ونگرانی اور رہنمائی میں طلبہ نے نہایت سنجیدگی، یکسوئی، نظم وضبط کے ساتھ امتحان دیا، اور امتحان کے اصول وضوابط کی مکمل پابندی کرتے ہوئے دیانت داری اور امانت داری کا ثبوت دیا، جس سے مجموعی طور پر امتحانی ماحول نہایت پرسکون اور کامیاب رہا۔ فللہ الحمد علی ذلک۔

ششماہی امتحان کے بعد جامعہ میں دوبارہ تعلیم کا آغاز:

سالانہ مجوزہ پروگرام کے مطابق ششماہی امتحان کے بعد طلبہ کے لیے (۳۱/ اگست ۲۰۲۶ء بروز سوموار تا ۱۵/ اگست ۲۰۲۶ء بروز منگل) تعطیل کا اعلان کیا گیا۔ اس موقع پر طلبہ کو ہدایت دی گئی کہ چھٹی ختم ہوتے ہی تعلیم کے پہلے ہی دن جامعہ میں تمام طلبہ کی حاضری ضروری ہوگی۔ تاخیر کی صورت میں سخت تادیبی کارروائی کی جائے گی۔

چنانچہ طلبہ نے تعطیل کے ایام گزارنے کے بعد مقررہ وقت پر جامعہ کا رخ کیا اور تعلیم کے پہلے ہی دن (۱۶/ اگست ۲۰۲۶ء بروز بدھ) تقریباً ۹۵ فیصد سے زائد طلبہ جامعہ میں حاضر ہوگئے۔ یوں ششماہی امتحان کے بعد جامعہ میں باقاعدہ درس وتدریس کا سلسلہ دوبارہ نہایت نظم وضبط کے ساتھ شروع ہوگیا۔ □□

فقہ وفتاوی

باب الفتاوی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ نیماں کلاں، للمٹیہ ، ضلع گڈا (جھارکھنڈ) کے قبرستان کی تقریباً دو جانب کول مائنس (کوئلہ کان) کی طرف سے مٹی کا پہاڑ بنا دیا گیا ہے، اور دو جانب لوگوں کی آبادی ہے۔آبادی بعد میں بسنے کی وجہ سے قبرستان کی زمین آبادی سے نیچے ہوگئی ہے۔اور برسات کا پانی مٹی کے پہاڑوں سے قبرستان میں آجاتا ہے اور زمین نیچی ہونے کی وجہ سے پانی باہر نہیں ہو پاتا ہے۔حالت یہ ہے کہ قبرستان میں پانی بھر جاتا ہے اور قبروں میں پانی بھر جانے کی وجہ سے لاشیں اوپر ہو جاتی ہیں۔اور بسا اوقات جانوروں کی طرف سے نقصان بھی اٹھانا پڑتا ہے۔مذکورہ ناگزیر صورت میں کیا گاڑیوں کے ذریعہ دوسری جگہ سے مٹی لا کر قبرستان کی زمین کو اونچی کی جاسکتی ہے؟ یہ بات قابل توضیح ہے کہ قبرستان کئی ایکڑ زمین پر مشتمل ہونے کی وجہ سے قبروں کے اوپر سے گاڑیوں کو چلا کر کے ہی یہ کام ہوسکتا ہے۔

قرآن وسنت کی روشنی میں جواب دے کر ہمیں شکریہ کا موقع دیں اور ایک ناگزیر صورت کو حل کرنے میں ہمارا پورا تعاون کریں، جزاکم اللہ خیر الجزاء۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعون اللہ الوھاب ومنہ الصدق والصواب:

ایسی شدید ضرورت اور اضطراری حالت میں قبرستان کی پرانی قبروں پر مٹی ڈال کر اونچی بنانے میں کوئی مضائقہ نہیں، اس لیے کہ مسلمہ اصول ہے: ”الضرورات تبیح المحظورات“۔یعنی اگر کوئی چیز ممنوع اور محذور ہو تب بھی حالت اضطراری میں جائز اور مباح ہو جاتی ہے۔یہاں تو بظاہر یہ چیز (قبروں پر مٹی ڈالنا) ممنوع بھی نہیں ہے، کیونکہ جب قبر کے اندر میت کو رکھ کر مٹی ڈالنا درست ہے تو اسی قبر پر مزید مٹی ڈال کر اونچی بنانا اور خاص طور پر ایسی صورت میں جبکہ قبر وقبرستان کی حفاظت مقصود ہو کیونکر غیر درست ہوسکتا ہے۔

لیکن یہ واضح رہے کہ صاحب قبر کی اس صورت میں کسی طرح کی توہین وتذلیل نہ ہو، کیونکہ حدیث شریف کے اندر اس کی سخت مذمت وممانعت آئی ہوئی ہے۔”کما روی جابر عن النبي ﷺ قال: نهى رسول الله ﷺ أن يجصص القبور وأن يكتب عليه وأن توطأ“۔(صحیح: سنن الترمذی: ۱۰۵۲، کما فی مرعاۃ المفاتیح بشرح مشکاۃ المصابیح: ۵/۴۴۵)

یعنی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا کہ قبروں کو گچ کیا جائے، اور ان پر کچھ لکھا جائے، اور ان کو پیروں اور جوتے چپلوں سے

روندا جائے۔

علامہ شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "فیه دلیل علی تحریم وطئی القبر" یعنی اس حدیث میں قبر کو پیر وغیرہ سے روندنے کی حرمت کی دلیل ہے۔

اسی طرح نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "لأن یجلس أحدکم علی جمرة فتحرق ثیابه فتخلص إلی جلده خیر له من أن یجلس علی قبر"۔ (صحیح مسلم: ۹۷۱، أبوداؤد: ۳۲۲۸)

یعنی تم میں سے کوئی انگارے پر بیٹھے، اور وہ انگارے اس کے کپڑوں کو جلا دے، پھر اس کی کھال تک پہنچا دے، یہ چیز اس بات سے زیادہ بہتر ہے کہ وہ کسی قبر پر بیٹھے (اس کو روندے)۔

ایک دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے یوں فرمایا: "لأن أمشی علی جمرة أو سیف أو أخصف نعلی برجل أحب إلیّ من أن أمشی علی قبر مسلم، کما رواه عقبة بن عامر عن النبي ﷺ"۔ (صحیح: سنن ابن ماجہ: ۱۵۶۷)

یعنی میں کسی انگارہ یا کسی تلوار پر چلوں یا اپنی جوتی اپنے پیر سے سیوں یہ میرے نزدیک اس بات سے زیادہ محبوب ہے کہ میں کسی مسلمان کی قبر پر چلوں۔

ایک موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا: "لا تصلوا إلی القبور ولا تجلسوا علیها کما رواه أبو مرشد الغنوي عن النبي ﷺ"۔ یعنی قبروں کی طرف رخ کرکے نماز نہ پڑھو، اور نہ ہی ان پر بیٹھو۔ (مختصر کتاب الجنائز للالبانی: ص ۸۵)

ان تمام حدیثوں سے یہ بات بخوبی ثابت ہوتی ہے کہ صاحب قبر کی جن چیزوں سے توہین وتذلیل ہوتی ہے، ان تمام چیزوں اور حرکتوں سے بچنا ضروری اور لازم ہے اور ان کا کرنا حرام ہے۔

ان تمام نصوص صحیحہ سے صاف اور واضح ہوگئی کہ قبروں کو بوقت ضرورت پاٹنا درست تو ہے لیکن صاحب قبر کی حرمت بھی باقی رہے۔

اس لیے سوال میں مذکور مجبوریوں اور پریشانیوں کو سامنے رکھتے ہوئے اس پر مٹی ڈال کر قبرستان کی زمین کو اونچی کرنے کی اجازت شرعاً ملتی تو ضرور ہے، لیکن اس کے لیے کوئی ایسا طریقہ ڈھونڈا جائے جس سے کہ قبرستان کے اوپر مٹی ڈالی بھی جائے اور کم سے کم قبر پر چلا جائے یا روندا جائے، اس کے لیے جو بھی حکمت عملی اپنانے کی ضرورت ہو ضرور اپنائی جائے۔

ھذا ما عندی واللہ أعلم بالصواب

ابوعفان نورالہدی عین الحق سلفی

جامعہ سلفیہ، بنارس

□□□

عالمی خبریں

عالم اسلام

ظل الرحمن سلفی

مکہ معاہدہ:

معتبر اور بین الاقوامی بین السطور ذرائع (بشمول سرکاری بیانات، بین الاقوامی دفاعی اداروں اور ریسرچ تھنک ٹینکس) کے مطابق مکہ معاہدہ (Makkah Joint Defence Agreement) سے مراد ایک اہم سہ فریقی دفاعی معاہدہ ہے۔

یہ معاہدہ 7 اگست 2026 کو مکہ مکرمہ (قصر الصفا) میں سعودی عرب کے ولی عہد محمد بن سلمان، ترکی کے صدر رجب طیب اردوان اور پاکستان کے وزیر اعظم شہباز شریف کے درمیان طے پایا۔

سیکیورٹی کی ضمانتیں عارضی ہوتی ہیں، جیسے ہی عالمی طاقتوں کے مفادات بدلتے ہیں، وہ پرانے اتحادیوں کو یکسر نظر انداز کر دیتی ہیں۔

مکہ معاہدے کا سب سے منفرد اور تعمیری پہلو ان تینوں شراکت داروں کی "تکمیلی صلاحیتیں" (Complementary Strengths) ہیں۔ یہ تینوں ممالک ایسے مختلف اوصاف کے مالک ہیں جنہیں اگر یکجا کر دیا جائے تو ایک ایسی ناقابل تسخیر قوت وجود میں آئے گی جو خطے کے کسی بھی چیلنج کا مقابلہ کر سکتی ہے۔

مکہ مکرمہ کی فضائی حدود میں داخل ہونے کی کوشش کرنے والا حوثی ڈرون تباہ:

سعودی عرب کے ذرائع ابلاغ کا کہنا ہے کہ اس کے فضائی دفاعی نظام نے یمن کے حوثی باغیوں کی جانب سے مکہ مکرمہ کی فضائی حدود میں داخل ہونے کی کوشش کرنے والے ایک ڈرون کو مار گرایا ہے۔

یہ واقعہ حوثیوں کی جانب سے سعودی عرب کے خلاف حملوں میں ایک بڑی شدت کے طور پر سامنے آیا ہے۔ ڈرون کو منگل کی شام سعودی وقت کے مطابق چھ بج کر 50 منٹ پر مکہ مکرمہ کے جنوب میں روک کر تباہ کیا گیا۔

العربیہ ڈاٹ نیٹ، روزنامہ عکاظ، روزنامہ ریاض

2026-9-16

مصنوعی ذہانت (AI) اور مستقبل کا علمی تحفظ:

اقوام متحدہ (UN News) نے علمی دنیا اور حکومتوں پر زور دیا ہے کہ وہ AI کے قواعد وضوابط طے کرنے کے لیے عالمی اتحاد قائم کریں۔ واشنگٹن میں ہونے والی "پرو ہیومن اسمبلی" میں ماہرین نے علمی خود مختاری برقرار رکھنے اور عالمی ادبی وتخلیقی حقوق کو ٹیکنالوجی کمپنیوں کے تسلط سے بچانے کے لیے سخت ضابطوں کا مطالبہ کیا ہے۔

یو ان نیوز۔ اقوام متحدہ کا عالمی اتحاد نیوز پورٹل

دی ہندو

عالمی درجہ حرارت میں اضافہ:

اقوام متحدہ کے ماحولیاتی پروگرام (UNEP) کی تازہ ترین رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ زمین کا درجہ حرارت مقررہ 1.5 ڈگری سینٹی گریڈ کی حد کو عبور کرنے کے قریب ہے، جس کے باعث آنے والے سالوں میں شدید ترین موسمیاتی اور ارضی

آفات (جیسے ہیٹ ویو اور طوفان) کا سامنا ہوسکتا ہے۔

پینے کے پانی کی عالمی قلت:

دنیا بھر میں میٹھے پانی کے ذخائر تیزی سے سکڑ رہے ہیں، جس پر عالمی تنظیموں نے ممالک کو نئی "واٹر ریبلٹی" اور خشک سالی سے نمٹنے کے لیے ہنگامی حکمتِ عملی تیار کرنے کا الرٹ جاری کیا ہے۔

یو ان نیوز- اقوام متحدہ کا عالمی اتحاد نیوز پورٹل

۲۶/اگست کی صبح نیپال میں آئے طوفانی سیلاب کی اب تک کی صورتحال:

میں نے 18 ستمبر 2026 تک کی تازہ اطلاعات کو معتبر بین الاقوامی اور نیپالی ذرائع سے ملا کر دیکھا ہے۔ یہاں ایک اہم وضاحت ہے: موجودہ تباہی کو بعض جگہ صرف ''طوفانی سیلاب'' کہا جا رہا ہے، لیکن بنیادی واقعہ 26 اگست 2026 کو نیپال-تبت سرحد کے قریب گلیشیئر/برفانی تودے کے انہدام کے بعد آنے والا شدید فلیش فلڈ اور ملبے کا سیلاب تھا۔ اس کا سب سے زیادہ اثر نیپال کے رسوا اور ترشولی دریائی علاقے میں ہوا۔

+1Nepali Times

18 ستمبر تک تازہ ترین صورتحال

1۔ ہلاکتیں اور لاپتہ افراد

رائٹرز کی 16 ستمبر کی رپورٹ کے مطابق نیپال میں کم از کم 1399 افراد ہلاک اور تقریباً 5002 افراد لاپتہ تھے، جن میں 636 غیر ملکی بھی شامل ہیں۔ لاشوں کی شناخت اب بھی بڑا مسئلہ ہے، 1206 نامعلوم لاشوں اور 1889 رشتہ داروں کے DNA نمونے لیے جا چکے تھے، مگر اس وقت تک صرف 105 لاشوں کی شناخت ہوسکی تھی۔

Reuters

تاہم 18 ستمبر کی تازہ Associated Press رپورٹ میں مزید لاشیں ملنے کے بعد ہلاکتوں کی تعداد 1403 اور لاپتہ افراد کی تعداد 6150 بتائی گئی ہے۔ اس لیے تازہ ترین دستیاب اعداد کے طور پر 1403 ہلاکتیں اور 6150 لاپتہ لکھنا زیادہ مناسب ہے۔

+1AP News

2۔ امدادی کارروائیاں ابھی جاری ہیں

رسوا کے سیلاب سے متاثرہ علاقوں میں تلاش اور امدادی کارروائیاں جاری ہیں، خصوصاً ہائیڈرو پاور منصوبوں کی سرنگوں میں جہاں کارکن پھنس گئے تھے۔ ملبہ، کیچڑ، دشوار گزار پہاڑی راستے اور تباہ شدہ بنیادی ڈھانچہ امدادی کاموں کو بہت مشکل بنا رہے ہیں۔ ڈرون، ہیلی کاپٹر اور خصوصی امدادی ٹیمیں استعمال کی جا رہی ہیں۔

+1AP News

نیپال حکومت نے متاثرہ افراد اور لاپتہ لوگوں کے لیے باقاعدہ Rasuwa Flood Rescue Portal بھی قائم کیا ہے، جہاں لاپتہ افراد، امدادی درخواستوں اور سرکاری امدادی سرگرمیوں کی معلومات فراہم کی جا رہی ہیں۔

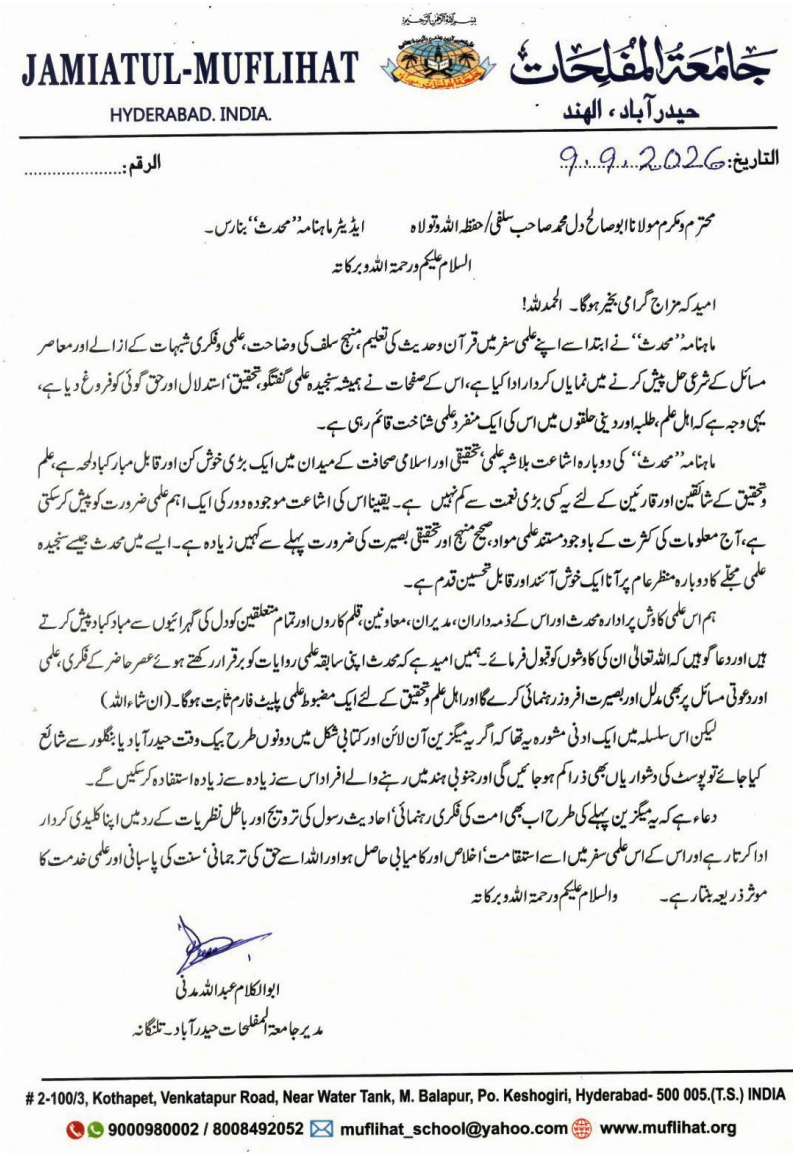
Rasuwa Flood Rescue Portal

3۔ ہائیڈرو پاور اور بنیادی ڈھانچے کو شدید نقصان

سیلاب نے ترشولی دریائی نظام کے ساتھ متعدد علاقوں کو متاثر کیا۔ Associated Press کے مطابق 13 ہائیڈرو پاور پلانٹس کو نقصان پہنچا، جبکہ کئی عمارتیں، سڑکیں اور دیگر بنیادی سہولیات تباہ ہوئیں۔ تعمیرِ نو کے اخراجات کا تخمینہ تقریباً 78.4 ارب امریکی ڈالر تک لگایا گیا ہے۔ □□

قارئین کرام کے تاثرات

(۱)



جامعۃ المفلحات
حیدرآباد، الھند

JAMIATUL-MUFLIHAT
HYDERABAD. INDIA.

التاریخ: 9.9.2026 الرقم:.....

محترم ومکرم مولانا ابوصالح دل محمد صاحب سلفی/حفظہ اللہ وتولاہ ایڈیٹر ماہنامہ ''محدث'' بنارس۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا۔ الحمدللہ!

ماہنامہ ''محدث'' نے ابتدا سے اپنے علمی سفر میں قرآن وحدیث کی تعلیم، منہج سلف کی وضاحت، علمی وفکری شبہات کے ازالے اور معاصر مسائل کے شرعی حل پیش کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا ہے، اس کے صفحات نے ہمیشہ سنجیدہ علمی گفتگو، تحقیق، استدلال اور حق گوئی کو فروغ دیا ہے، یہی وجہ ہے کہ اہل علم، طلبہ اور دینی حلقوں میں اس کی ایک منفرد علمی شناخت قائم رہی ہے۔

ماہنامہ ''محدث'' کی دوبارہ اشاعت بلاشبہ علمی، تحقیقی اور اسلامی صحافت کے میدان میں ایک بڑی خوش کن اور قابل مبارکباد لمحہ ہے، علم وتحقیق کے شائقین اور قارئین کے لئے یہ کسی بڑی نعمت سے کم نہیں ہے۔ یقیناً اس کی اشاعت موجودہ دور کی ایک اہم علمی ضرورت کو پیش کرسکتی ہے، آج معلومات کی کثرت کے باوجود مستند علمی مواد، صحیح منہج اور تحقیقی بصیرت کی ضرورت پہلے سے کہیں زیادہ ہے۔ ایسے میں محدث جیسے سنجیدہ علمی مجلے کا دوبارہ منظر عام پر آنا ایک خوش آئند اور قابل تحسین قدم ہے۔

ہم اس علمی کاوش پر ادارہ محدث اور اس کے ذمہ داران، مدیران، معاونین، قلم کاروں اور تمام متعلقین کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتے ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی کاوشوں کو قبول فرمائے۔ ہمیں امید ہے کہ محدث اپنی سابقہ علمی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے عصر حاضر کے فکری، علمی اور دعوتی مسائل پر بھی مدلل اور بصیرت افروز رہنمائی کرے گا اور اہل علم وتحقیق کے لئے ایک مضبوط علمی پلیٹ فارم ثابت ہوگا۔ (ان شاء اللہ)

لیکن اس سلسلہ میں ایک ادنی مشورہ یہ تھا کہ اگر یہ میگزین آن لائن اور کتابی شکل میں دونوں طرح بیک وقت حیدرآباد یا بنگلور سے شائع کیا جائے تو پوسٹ کی دشواریاں بھی ذرا کم ہوجائیں گی اور جنوبی ہند میں رہنے والے افراد اس سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کرسکیں گے۔

دعاء ہے کہ یہ میگزین پہلے کی طرح اب بھی امت کی فکری رہنمائی، احادیث رسول کی ترویج اور باطل نظریات کے رد میں اپنا کلیدی کردار ادا کرتا رہے اور اس کے اس علمی سفر میں اسے استقامت، اخلاص اور کامیابی حاصل ہو اور اللہ اسے حق کی ترجمانی، سنت کی پاسبانی اور علمی خدمت کا موثر ذریعہ بنائے رکھے۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ابوالکلام عبداللہ مدنی
مدیر جامعۃ المفلحات حیدرآباد۔ تلنگانہ

2-100/3, Kothapet, Venkatapur Road, Near Water Tank, M. Balapur, Po. Keshogiri, Hyderabad- 500 005.(T.S.) INDIA
9000980002 / 8008492052 muflihat_school@yahoo.com www.muflihat.org

(۲)

فضيلة الشيخ الأخ الفاضل دل محمد السلفي حفظه الله ورعاه أستاذ جامعة سلفية المركزية دار العلوم بنارس

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته

صباح الخير والسعادة.

ستمبر 2026 کا ماہنامہ محدث پی ڈی ایف کی شکل میں باصرہ نواز ہوا تو دل خوشی سے مچل اٹھا۔ ایک مدت سے یہ علمی، دعوتی اور تحقیقی باوقار مجلہ بند تھا، یوں محسوس ہوتا تھا کہ امت ایک غیر معمولی علمی اثاثے سے محروم ہوگئی ہے۔

محدث صرف مادرِ علمی جامعہ سلفیہ مرکزی دارالعلوم بنارس کا فکری ترجمان نہیں، بلکہ جس طرح جامعہ سلفیہ بنارس پوری دنیا میں منہج سلف کا بے باک نمائندہ ہے، اسی طرح اس ادارے سے نکلنے والا یہ ماہنامہ بھی اردو زبان میں مسلکِ اہلِ حدیث کا نہایت باوزن، بااثر اور سلجھا ہوا علمی و دعوتی آرگن رہا ہے۔

اس کی بندش کا ملال الفاظ میں بیان نہیں ہوسکتا تھا، لیکن آج اس کی نشاۃِ ثانیہ دیکھ کر مجھ جیسے جامعہ کے ایک ادنیٰ فرزند کا دل بھی مسرت سے جھوم اٹھا۔ پھر اہلِ علم وفضل اور دعوت کے شہسواروں کی خوشی کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔

فضیلۃ الشیخ ناظمِ اعلیٰ جناب عبداللہ سعود سلفی حفظہ اللہ شکر وسپاس کے بے حد مستحق ہیں کہ انہوں نے مادیت کے اس دور میں معنویت کو ترجیح دیتے ہوئے محدث کو نئی زندگی عطا کی۔ یہ ان کے علم دوستی، بصیرت اور احساسِ ذمہ داری کی روشن دلیل ہے۔ بلاشبہ یہ خدمت دنیا میں ان کے نمایاں کارناموں میں اور آخرت میں ان کے میزانِ حسنات کا قیمتی سرمایہ ہوگی، اِن شاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر، صحت اور خدمات میں برکت عطا فرمائے۔ آمین۔

بطور مدیر آپ کا اسمِ گرامی دیکھ کر میری خوشی مزید دو چند ہوگئی۔ ناظم صاحب کا یہ حسنِ انتخاب واقعی قابلِ تحسین ہے۔ آپ کی قلمی صلاحیت، دعوتی مزاج، جامعہ سے والہانہ تعلق، اور محدث کے لیے آپ کی محنت، خلوص اور دلچسپی اس کے قارئین کے دلوں میں اعتماد اور امید کی نئی شمع روشن کرتی ہے۔

مجھے یقین ہے کہ جس طرح ماضی میں محدث اہلِ علم وفن کے دل و دماغ پر راج کرتا تھا، اسی طرح اب بھی ایک نئی تاریخ رقم کرے گا اور علمی و دعوتی افق پر آفتاب بن کر جگمگائے گا، اِن شاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ آپ کے قلم میں مزید جولانی، فکر میں تازگی اور خدمتِ دین کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

مجلے کے تمام مضامین اہم، دلچسپ اور معیاری ہیں، اور تمام اہلِ قلم مستند، معروف اور صاحبِ تجربہ ہیں۔ بالخصوص آبروئے جماعت، سلطان القلم، فضیلۃ الشیخ صلاح الدین مقبول أحمد مدنی حفظہ اللہ کی شمولیت نے مجلے کے وقار میں مزید اضافہ کر دیا ہے۔ اگر یہی معیار برقرار رہا تو عروج کی منزل دوبارہ زیادہ دور نہیں۔

البتہ ایک بات جاننے کا اشتیاق ہے کہ محدث کی یہ نشاۃِ ثانیہ فی الحال صرف پی ڈی ایف تک محدود ہے یا مستقل طور پر آن لائن اور مطبوعہ دونوں صورتوں میں بھی دستیاب ہوگا؟ اگر صرف پی ڈی ایف کی شکل میں بھی ہے تو یہ ایک عظیم علمی خدمت ہے، لیکن اگر اسے مستقل آن لائن اور مطبوعہ دونوں صورتوں میں جاری رکھا جائے تو یہ سونے پر سہاگہ اور نورٌ علی نور ہوگا۔

اللہ تعالیٰ اس مبارک کاوش کو دوام، قبولیت اور غیر معمولی اثر وبرکت عطا فرمائے۔ آمین۔

یکے از فرزندانِ مادرِ علمی

أبو الفوزان تنویر ذکی السلفی المدنی

□□□

PRINTED BOOK

October 2026

ISSN 2394-0212
Vol. 43 No.10
R.No. 40352/81

MOHADDIS

THE ISLAMIC CULTURAL & LITERARY MONTHLY MAGAZINE
Website: www.mohaddis.org

محترم جناب ابنائے جامعہ سلفیہ بنارس / حفظکم اللہ ورعاکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ آپ سب بخیر وعافیت ہوں گے۔

جامعہ سلفیہ آپ کا مادر علمی ہے، جہاں طالب علمی کے دور میں آپ نے وقت گذارا ہے اور یہاں کے علمی ماحول میں پرورش پا کر دین وقوم کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں۔

میں چاہتا ہوں کہ آپ ایک بار جامعہ پھر تشریف لائیں۔ جامعہ کو دیکھیں، حالات کا جائزہ لیں۔ اور ہم کو کیسے آگے بڑھنا ہے اس کے لیے باہم مشورہ کریں اور ایک دوسرے کے تعاون سے آگے بڑھیں۔

آئندہ ماہ **۲۱ و ۲۲ رنومبر ۲۰۲۶ء بروز سنیچر واتوار** اس کے لیے متعین کیا گیا ہے اور اس اجتماع کے موقع پر ایک علمی سیمینار کا انعقاد بھی ہوگا، ان شاء اللہ العزیز۔

مرکزی عنوان ہوگا: **سنت نبوی اور عصر حاضر میں اس کی اہمیت وضرورت**۔ دیگر ذیلی عناوین بھی کمیٹی تیار کر رہی ہے، جس کی تفصیل جامعہ کی ویب سائٹ پر دی جائے گی، ان شاء اللہ۔

آپ ابھی سے اس اجتماع میں شرکت کا پروگرام بنالیجئے اور اس کی اطلاع مندرجہ ذیل میل وواٹس ایپ پر ارسال کر دیجئے، تاکہ ہم آپ کے شایان شان انتظام واستقبال کی تیاری کر سکیں۔ آپ اپنا علمی مقالہ بھی جامعہ کو ارسال کریں اور ساتھ لائیں۔ جامعہ سلفیہ کی ویب سائٹ پر تفصیل ولنک موجود ہے۔

اللہ تعالی جامعہ کو ہر شر سے محفوظ رکھے اور ہم سب کو دین وقوم کا خادم بنا کر رکھے، آمین۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عبداللہ سعود سلفی
ناظم اعلی
جامعہ سلفیہ (مرکزی دارالعلوم) بنارس

واٹس ایپ
9431350537
ای میل برائے ارسال مقالہ
oldboys@aljamiatussalafiah.org
رجسٹریشن برائے شرکت اجتماع
https//:aljamiatussalafiah.org/old-boys-registration
جامعہ کا ویب سائٹ
https//:aljamiatussalafiah.org/

Published by: Obaidullah Nasir, on behalf of Idaratul Buhoosil Islamia Wad-Dawah Wal Ifta, Jamia Salafiah B.18/1-G, Reori Talab, Varanasi, Edited by: Dil Mohammad Salafi
Printed at Salafia Press, Varanasi.